



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

A decorative horizontal scrollwork element featuring intricate, swirling floral and foliate motifs, rendered in a light color against a dark background.

پیشنا۔ رحل اعلیٰ علیکی پادرے اسے دکھ کر رہی تھی، جیسیں کی تھی۔ رحل کل کی خوبی پڑی تھی۔ اور کے انتخاب ہو چکے تھے، جن کل اس کی مظہبیاتی تھیں جو حکومت کی ساری اڑاکنیں رکھ لیتی تھیں۔ ترجمہ کرنی تھی کی خوبیں جیسی زندگی کی اس کی کم از کم اس سے خواہیں بھی تھیں لیکن تھی۔ جو حکومت کی دنیا وار دنیا وار سے باہر کی فضائی سمجھتی تھی اور زندگی کی حدود کو دوسرے نہیں تھی تو اس سے تھی۔ لیکن۔ روایات کی حدود کو دوسرے باہر نہیں مرخصی سے میتھی تھی۔

مکمل فاول



لیلیت بائے اتنے تھوڑے کیل دیکھ رہی ہو؟“ وہ
تحت سے اتر کر اس کے قبیل آئی۔
”دیکھ رہی ہوں کہ آپ پسلے سے کہی جیں ہو گی
یہ۔ آخر از لیکے۔“ دیکھ لایاں ایں اسکے نہیں
پہنچائے ہوئے تھی۔

زمیں کو بھی محram خلستان کا ہے مگر اسکے
قد آدم ائمہ اس کے ایک ایک خطوط کو اس
کے دکھا براخانہ من کو اج تک ہرچور کوئی محروم
ہوئی تو ازاں بھی تو کسرا عقا“ زمین تھی بیا
بچت والی کے یہ بچت کو مرموم اس قاتم ہوئے کوئے
زفول کے تھے بادل کی کے لئے کو جڑیں لیے کے لے
جسے میں ان انکھوں میں خوب رتفعوں کے
عذاب اب میں اتریں گے۔ انکھیں بن دیکھے کہ
اوری جہاں میں چیزیں ہیں لگ رہی ہیں۔ روزاں سے
آہست ہوئی تو جنک تھجت اس وقت آپ سے اطمینان
اٹھکر بچتی سے اسے اور دل بیٹا۔

زمیں کا چار اس کی بیات پر تاریک ماہو گیاہے رخ
موڑ کھنی کے پاس جسیں زمین لی چھپیں چھی۔ ان کی
آنکھیں سودی سودی ہی لگ رہی ہیں۔ جو لیں
رسنے والی عروتوں کے دھا ایک میسے تھے۔ وہ لے کے
واقف ہوئی۔

زمیں فانعن گیلان کی اکتوبری میں تھی۔ رحل سے
بورے گارہ سال بیوی اس سال پورے تک رسیہ س
تھی ہوئی تھی انکھیں سے بھی تیر کی لگتی تھیں تھیں تھیں
کہ راجناہ عاصمہ سو ماہ کرنی شروع ہوئی تھے کا عروز
حامل ہوا رپا تھام عاصمی دوسرو ہی ابھی تھی۔ بہت سال بیٹے
بچت خواہ ایتھے اپنے اپنے طرف سے پورے طور پر حمل کو
خاتم کر لیا تھا۔ اسی اسی تھے تھے اسی تھے تھے
کہ راجناہ عاصمہ سو ماہ کرنی شروع ہوئی تھے کا عروز
کو چوپ کر لیا تھا۔ پہلی تو چھٹاںے لیے اور دوسریں لیے
تھے
کے گی۔ اس کے بھول چکے اب بھی مندی تھیں
رچے تھے
مکھی تھام کی غرض سے کینڈا جاری تھام اس کا جائز
کش ہو گیا۔

تب سے زمین کے سرے سرتگی دینہ اتار کر
شفید چاروں اوڑھا دی گئی تھی۔ سر و سید کلماں
چھکانی رخت ناڑک بھاپوں نے تینی ان سی کروی۔
”تمتی آگر بھجاوے اسے۔ ان کا شانہ عاصمہ
طرف تھا۔

”کیوں کیا ہوا؟“ اس نے تھیاں عارفانہ کام ظاہر
ہیں اور صاف اکٹھا پہنچ کر نظر آئی جائے
کیا۔

”دورو کلکان ہو رہی ہے۔“ کہتی سے عام رے
شادی تھیں کرنی۔ ”وہر آگئے مٹھنے سے مٹھنی کا پڑھے ہو۔“

زمیں کو بھی محram خلستان کا ہے مگر اسکے
ان لانی۔ زندگی کی تھیں کوئی قوت نہیں۔“
بھری تو ازاں بھی تو کسرا عقا“ زمین تھی بیا
بچت والی کے یہ بچت کو مرموم اس قاتم ہوئے کوئے
زفول کے تھے بادل کی کے لئے کو جڑیں لیے کے لے
جسے میں ان انکھوں میں خوب رتفعوں کے
عذاب اب میں اتریں گے۔ انکھیں بن دیکھے کہ
اوری جہاں میں چیزیں ہیں لگ رہی ہیں۔ روزاں سے
آہست ہوئی تو جنک تھجت اس وقت آپ سے اطمینان
اٹھکر بچتی سے اسے اور دل بیٹا۔

زمیں کو بھی محram خلستان کا ہے مگر اسکے
فارغ اور سیل کچھ کہنے پڑتے تھے۔
حوالی کی تھی بھی لیکن نہ سوارے حل کے کاغذ،
پونورتی کی خلی تک میں بیکھی تھی مگر میں مدل
تک اسکو خارساری کر زندگی میں سے بچا۔ اسلا
تھیں کے روزاں اس کے کیلے بند تھے۔ توکوں اپنی
کوئی بندی نہیں تھی میں سارے کے سارے شرے اسلا
تھیں اور لوں میں پہر رہے تھے فاروق کو اپنی تسلی
روایت اور عادات پر فخر تھا۔ ان کی بیات پر قلیر تھی
جو کہ دوستی ہو کر رہتا ان کے لیے خاندان سے باہر
شادی کرنے کا قطعی کوئی رواج نہ تھا۔ تھیں کم مرف
لڑکوں عروتوں کے تھے۔ اگر ان کے کوئے لوگ کے
خاندان میں ہوتے تو تھیں دشنه دسکی صوت میں
حوالی کی بلندیوں اور دل کے پیچھے تھیں اس کی تھیں
زندگی کے دن وے کرتی۔ خاندان میں شادی کی
صورت میں جانیدار کے سے بخے ہوئے ہے تھے
جلتے۔ زیموں جانیداروں کے دم سے تی تو ان کی
عرت تھی۔

فاروق اور سیل کی بھری بیکن مفتر خاندان میں
روشنیت ہوئے کی وجہ سے بیٹھنے پڑتے ہوئے ہوئے تھیں
جس کے خود پہلی بیٹی زمین پھوپھو ہی بیٹی بخڑک زندگی
کر کاروباری تھی جو کہ اس کے شکری کا تھا۔ ہو کا تھا
اپ کی طرف بھی جو کہ روایت کی تھی وہ تھیں جو کہ تھی
کوئی نک۔ یہ جو کوئی روایت کی تھی اسی طرف کھلائیں گے۔
لوگوں کے دام سے ساخت کی کتابوں اور سوتھیوں کو
حال میں اسی کے نام پر زندگی کرائی پڑتی ہو جو
کر کیں کی اور موکام بیوں پر میں اسکی تھی۔ ان
کے گھر لئے میں مسویں الی چرات کی تھی اور اسے
اس جرات کا بھی ای روز خیر نہداش۔ تھات دا تھات۔ اس
جرم کے تھیں اسے کاری کر کے راریا تھا۔ اس پ
اور جانیدار نے بندوں سے اتی کویاں باری تھیں
کچھ وحکیت میں کھا۔
محسن صفووا سے جھوپل تھیں اور محسن کی ہی
بیٹی تھی اسی کی بیات پڑتے نے نواس پھوٹے عمر کے

بدلئے کیتا یا ہوئی میں اس لئے میں نہ پوری ریڈ
سوٹ بنوایا ہے۔ مجھے اب تک بچ جلا ہے کہ پر سوں
نکاح یوگا۔ ”وَهَا صَمِعْهُ كَابِ شَرَائِقِ الْمَوْلَى سَدَّدْجَه
رَهْيَ كَيْ اَپَنِ طَرْفَ سَأَيْنَتْ عَاصِمَهُ كَوْسَرَازْ
وَلَا تَحَارِي سَوْنَ وَقْتَ وَرِخَانَ هَبْنَيْ سَبْرَكَتْهَ دَيْرَتْهَ
عَاصِمَهُ كَآمِصِ آنَسَوْنَ سَهْرَكَيْزْ
”تم روکیں رہی ہو؟۔“ کپڑوں والا بُنگار اس کے
ہاتھ سے کر کیا۔
”جیسیں خوشی نہیں ہے، تم ساری شادی ہو رہی
کے۔“

”اگر میری جگہ تم ہوئں تو چھپو چھتی کر تم خوش ہووا میں، یعنی منگی میں اب بھی خوشی کا نزد نہیں ہو گا، تاہم ہوا کے سارے راستے بند کر کے پوچھتے ہو سائنس کے لئے رہے ہو۔“ بدینالی اندازیں اس کو روشنی میں اتنا زبردست کہ جو حل یک لکھ اسے روشنی رکھی۔ یا پس کو عمر کے شخص کو شور کرے رہ پڑیں۔ بدینالی سارا طبقہ کے رہبیرے میں مرے لیے مجھے پھر ہو دیا۔ خدا را گھنٹے آیا۔ میخونٹھوڑے جعل

ادارہ حقوقیں قائم ہوتے کے معرف ناول

400- جمع مهادن جمل پسندی است

150- توان امکان توان امکان

400- در خلیلی و دیالیک تعبیر شوند

530- نظر شرایطی نظر سنتی

180- راست آمید و دستیت راست آمید

600- خوشبختی کارگردانی خوشبختی

شائعہ گھر

مکتبہ عمران ڈائیگنٹ کراچی ۳۷ مددو بزار نول نسٹ

لادور میں: سلطان نو روزائیں
لادور اکیڈمی: عظیم ایسٹ ستر

میران نیوز اینسٹی

”بے اپنی خوبی میں موائے یا سر کے کون رہ گیا ہے
اور جو ہیں ان سے تم بھی واقف ہونے کی طرح بھی
ماری رحل کے لائق نہیں ہیں۔“ اختار آواز طاکر
ال رے تھے یا سر اختار کے زرن کامیابی کا کمی
ہبستان تھا۔ کچھ تو کچھ کی تھا پر ماچ جوں والا اخراج
”اختار! آپ تھک کئے ہیں پھر رحل شروع سے
ان ہنگاموں سے دور رہی ہے اسے ان سازشوں کے
باہر میں پڑھی نہیں ہے جن کے تائبے خوبی
کیلئے فکر کرنے جاتے ہیں۔ مجھے فکر کو جسے نہیں دی
میں آری ہے جعل اپ بناو گا۔“

• 100 •

افتخار جو صح اداہور جائے کی تاریخ میں تھے تاریخیں
کیلائیں نے اپنی تجارت کا اکار عام کیلائیں کے
تھوڑیں کے سلسلے میں ہوتے وہی رکی تقویب کے
لئے روک لیا تھا لیکن بھی صرف دو دن بات کی۔
زنان خانے میں چل پہلی سی قیمتی ایلیں پڑے
تھے کر رہے تھے۔ خوراک پرچس پوش ہوئی تھی۔ مگر
عامیں افسوس نہ پخت اور خاص موئی اس کی کچھ سے
بالآخر تھی۔ اسی نے فرنز رنگ کا کوٹھی نیالا تھا۔ بڑا
امانالشی اور نیس سا کام کھانا اپنے کپڑے اٹھائے
عامیں کے کمرے میں جلی اپنی ہاک اس کی رائے لے
کر۔

”عاصمہ! یہ دکھو میرا سوت“ اس نے اے
لہیا۔ جنہوں کو رکھ لیا۔
”پارا ہے۔“ وہ عام سے لمحے میں یوں۔

مالیہ اور انتظامی دوسرے کو کہ کرے۔ عالمی طبقے میں ایک دوسرے کو کہ کرے۔ اس نے تجارتی کارکنی کا کافی باب باقی رکھ لیا کہ طبقے میں اپنا گھر سنجائی گی۔ وہ کہ کر کے اپنے ہوئے ہوئے اہم ترین ترقیاتی میکانیں کی تقدیر کی اور ایک ایک کر کے کرنے کے لئے پہلے ٹکڑے کے مکمل محتوا کو سوساں دور کر دی۔ خوبی کی طبقے میں کوئی بدل رہی تھی۔ فاروقیں گیلانی پاولنے اُن کا سکون لوٹ لیا تھا۔ اس طوفان کا آئے کا اندازہ تو اپنی بستی سے تھارا جبکہ اس طوفانے اُن کے گھر کا رسماں تھارا تو اچھا کی صورت نظریں میں اُنہی تھی۔ اپنارہ جل کے سواروں سے مُستقبل کی خاطری شرمیں مُعقل ہوئے تھے۔ حسین کے کامے لاقانون اپنی بند میں تھے۔ بہت ساری پاولنے میں اپنے اپنے بھائیوں سے اختلاف ہی تھا۔ انہوں نے مکل کروائے کی وجات میں کی تھی۔

عالیہ اور انفار فاروق کے سامنے منتظر اور از میں
 بیٹھے ہوئے تھے پس ہی سیلیں ملیاں اور ان کی بیان
 تھی جیسیں۔ فاروق کی آنکھوں میں رسموت اور عصہ
 شوں کیا ساختا۔
 ”کہے اپنی مرضی کیلئے خاندان سے کم
 لے کر اپنی بیوی اور صاحبائیوں سے شرس جا بے بے
 ملی تھی نہیں کو اور وہ حنچا بنا لیا۔ ہم پھر بھی جپ
 بے۔“
 ”دھوپیلی جان! میں کون ہی بنیرتی کی ہے۔“
 قارغے سے مل کا کارگہ کے خود عالیہ کی یقینت
 لے۔

میں تفصیل میں جو احادیث میں آئتے ہیں کہ اسے کس طبق تحریر میں تو ان کی تفہیق کی گئی ہے میں اسے کس طبق فرض سے جلد فاسد ہونا پڑتا ہوں ملے میرا خالی عاصم کے ساتھ اہم اکا رشتہ بھی ملے کر دیا جائے۔ قابلیق معتبر تھے سن کہ رہے تھے ان حکم سے کوئی سریالی کی جگہ جرات نہیں تھی۔

جاو۔ اس نے رحل کو نور سے دھکا دیا۔ مخفیت کی
نوشٹ میں اس کا سر دروازے سے جا گلکاریا اور جانش
خانہ کے لیے آنکھوں کے آگے ترمیب پڑھنے
سماں صبح را تھا توں میں چھپائے دردی گئی۔

”جیلے میں مل کر آتی ہوں۔
”چیک ہے میں بھی بھائی جا
ہوں۔ وہرے بھائیوں کی کام
سب سے مل کر دنوں گاڑی

۲۹
ن کو تباہ کے نکل ر
چلے آئے
میں آبیٹھے رحل

بہ
بی
بی

ہبیل سے ہٹا کر اندر میں سوچ رہی تھی۔
مما اور بہا کے بارے میں سوچ رہی تھی۔
وہ باغ کے مغلی کونے میں بختے در خوش کی قطار
کے درمیان پیشی ہوئی تھی۔ کالی چادر میں خود کو لپیٹے
حسب معمول وہ دھکی کی نسبت میں تھی۔

جھٹ کے روز جو میں گما گئی
عاصمہ کے ہوتے دالے دلماکا
نے دیکھا تو اسے عاصمہ کی افسوس
بھی سمجھ میں آئی۔

اس کی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی میں آئی تھی۔
ایک زندان سے نکل کر وہ سرے میں چانا تھا۔

وہ نہیں کے پاس چلی آئی جو نماز سے فارغ ہو کر وہ

ویدھنی میں۔ سفہتے کے رہ
اور دو اور وہ کے ساتھ اسے کھلائی
کے سکر ... چا

بی وہ دوڑی ہی۔ جو مدد یا بیان کرنے والے سعہت یہیں تو آہستہ آہستہ اس اس سے الگ تھا اور کافی گھنٹا تھا وہ اکٹھیں چلی آئی اور ان کا ایسا لذت گردانہ تھا کہ اس کا کام اکٹھیں چلی آئی اور

رجل نے دونوں کو غور سے وہ
کلی تھی، چھٹی ندی کی مانندی کی
غصب کی تھی۔ لیکن کی خفیت
ولی بیلی کی لگ رہی تھی۔ رنگت
ماش۔ کم کے ساتھ کھڑے کھڑے
لے کر کھاے بگی اقبال اقبال، من

رحل ایں سراسر بے جوڑ شادی کے یارے میں
سچ نکاٹ کے کلہ کلہ اتھختے ک

زندگی کی حرارت سے محروم مراہ جم مرکزی گیٹ سے
اندر لائے چارہے تھے

میں دیر نہیں لگائی۔ گورہ اس ذرا مے میں ایک خاموش دیہیں بڑے سائیں کے ساتھ ہوتا ہوں اور باغ کی

رہے تھے خلک آنکھوں اور بے
ساتھ وہ پتھر کی بے جانی مورتی لگگا

علیہ ائے سلام کو دکھ رہی تھیں، جو ملائیں نے

گلابی بیٹھ چکا ہوا۔ کچھ کرنے کی کوشش میں مخفی

مختصر دو رحل اس دوران خاموس
جانی والول کا جائزہ لئے ارجمند

نکاہوں سے اے
گلائی کانہ ملازم۔ جو آتے ہی ان
سہ طارق تھا فاروق گلائی کانہ ملازم۔ جو آتے ہی ان
ٹریاہٹ یے جائی ہوئی رس لو گور دی یہ رہا ہا۔

بھی ابھی ان کے سامنے پیک کیا تھا
تسلی تھے۔ رحل نہیں کے پاس میں
ندر کرے میں اکلی ہیں۔ ابھی
نہیں تکل جانا تھا۔ انترا اٹھ کر ان
لیے نہ تباہا کہ رحل عاصمہ کے وہ

لی۔ اپنی طرف ساموں نے اٹالن عدی کی۔
جسچے پتہ ہے تم بس نئی کی کروہ پرسوں تک
جائے گی ذرا سوچ جھوڑ جائے گا۔ وہ یادنہ پہنڈی
سداچ میں نامہ جو رہے تھے

سچی دیتی
بیرونی گشت تک و اس طرح اپنے وجود سے لا پروا
ہو کر آئی تھی کہ جائزے میں شریک تمام مرد حیرت
زدہ تھے یہ بات ان بھائیوں کے لیے ناقابل قبل

فَارِقْ جَهَنْ مِيْنَ مُجَاهِدْ لِلْأَسْلَمْ "سَاجِدْ" جَاهَتْ وَلَوْنَ عَوْنَوْنَ كَامِرْ كَزِيلْ جَوَانْ جَهَنْ جَاهَتْ فَارِقْ لِيَانْ كَا عَادِرْ حَامِلْ كَرْ لِيَانْ جَاهَنْ أَعْكَسْ بِنْ دَكْ كَاسْ يَهْ اَقْدَرْ كَرْنَ لَكْ جَوَانْ يَابِنْ آكَرْ حَلْ مُجَهِّزْ بِوْ كَيْ تَحْلَمْ

مصروف ہو کر اپنا غم بھولنے لگی تھی۔
صفورا پھوپھو کا زیادہ وقت کمرے میں ہی گزر جاتا۔
ہمہ وقت موٹے دنوں کی سفید نیچے ان کے رعشہ زدہ
ہاتھوں میں نظر آتی، رحل کے کنٹے کے بیاد جو دوڑ کرتے
سے کم ہی نکلتیں۔ بھی بھی وہ بہت بور ہو جاتی۔
ہیلیاں اس نے زیادہ نہیں بنائی تھیں۔ ایرم اور
ملائکہ ہی اس کی اچھی دوستوں میں شمار ہوتی تھیں،
باقی کسی کے ساتھ زیادہ راہور سم ایں نے پڑھائی ہی
نہیں بھی ارم اور ملائکہ آتی رہتی تھیں وہ کم ہی جاتی
کیونکہ پہاڑ کاوس کا کمیں بھی زیادہ آنا جانا پسند نہیں
تھا۔ سوہنے سے اس پر عمل پیرا تھی۔

لاہور آئے ڈیڑھ ماہ ہو چکا تھا۔ صفورا پھوپھو
پوکھلائی ہوئی تھیں وہ شری طرز زندگی کی عادی نہیں
تھیں، ساری زندگی حوصلی کی محلی فضائیں سانس لایا تھا
اب اس پڑھائی میں بھائی نے اپنیں یہاں بچھ دیا تھا۔

اب کل سے ان کا دل بے حد گھبرا رہا تھا و انہوں نے
چھوٹ دن کے لیے گاؤں جانے کا قصد کیا۔ تیانے گاڑی
بعد ڈرائیور بھیج دی تھی۔ جو ملازم گاؤں سے رحل
کے ساتھ آئے تھے وہ گھر کی خفاظت و نگرانی پر مامور
تھے سو میں تھے۔ اس طرف سے بے قدری تھی۔
انتہے دن کے بعد گاؤں کا چکر لگ رہا تھا۔ اس لیے وہ
ساری ریشیاں بھلانے تیار ہو رہی تھی۔ صفورا
برکت کو گھر کے بارے میں بدیلیات دے رہی تھیں۔
تیار ہونے کے بعد رحل نے کالی چادر کو اچھی طرح
اپنے اروگ روپیتا۔

صفورا اندر تھیں شاید۔ ڈرائیور جو فاروق گیلانی
نے پہچا تھا ان دنوں کے انتظار میں تھا۔ وہ چھوٹے
چھوٹے قدم اخالتی گاڑی کے قریب آتی۔

آہٹہ طارق نے سکرٹ پھینکا اور پیٹھ موزی۔
رحل کا صیغہ و شاداب چرا اس کی نگاہوں کی گرفت
میں تھا۔ اس نے پچھلا روزہ کھول دیا وہ اسے یہاں
دویکہ کے قدرے چیراں کی ہوئی۔ اس کے دیکھنے کے
انداز کی وجہ سے وہ اسے یادو رکھا تھا۔ اس کے بیٹھنے

اس کی گھری نگاہوں کے بارے میں سوچنے سے خود کو
پہنچ رکھے سکی۔ وہ ملازم تھا مگر اس کے دیکھنے کا انداز ہر
گز ملازموں جیسا نہ تھا۔ حوصلی کے توگروں کی اتنی
جرات ہرگز نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ مالکوں کی آنکھوں
کی انکھیں دال کر دیکھتے۔
”شاہید کی غلط فتحی کا شکار ہوا ہو گا اس لیے تو غور
سے سوالیہ انداز میں دیکھ رہا تھا۔“ اس نے خود کو تین
دلایا۔

* * *

ڈیڑھ ماہ کے بعد وہ شرایعِ گھر آئی تو ایک ایک چیز کو
چھوڑ جو کہ دیکھا سب کچھ وسائی تو تھا جیسا وہ جھوڑ اور
کسی بھی صرف ماما اور بہاں تو نہیں تھا۔ اس کے دل
میں ہوک سی اٹھی۔ صفورا پھوپھو سے آنسو چھپانے
کے لیے وہ ان کے سامنے آئھ آئی۔
اس کی تعلیم کا سلسلہ ہی کافی ہجن ہو چکا تھا۔ بڑے
تکالیف کے بعد وہ صفورا پھوپھو اور تین ملازموں کے
ساتھ لاہور بھیجا گا۔

”رحل میا! اپنی پڑھائی پر توجہ دو، مرنے والوں کے
ساتھ مرا نہیں جاتا میں کل ہی نہیں لاہور بھجوائے کا
نظام کرتا ہوں دیاں نہیں ایکے پن کا سلسلہ ہو گا اس
کا حل بھی نکال لیا ہے میں نے صفورا تمہارے ساتھ
ہو گی اس کے علاوہ تین ملازم بھی ہیں۔ میں خوب بھی نائم
نکال کر چکر لگاتا ہوں کا فکر ریشلی کی بات نہیں ہے
میں اوس نہ رہا کو مرنے والے کی روح کو تکلیف
ولی ہے۔“ حیرت انگیز طورہ ان کا لالجہ نرم تھا۔ بھائی
لما موت کے بعد وہ کافی بدل گئے تھے یہ تبدیلی مشتمل
تھی اور رحل کے حق میں بہتر تھی۔ اپنے گئے کے
طباں انہوں نے رحل کو لاہور بھجوائے میں دیر نہیں
لیں یوں اب وہ اپنے گھر میں تھی جو بہاںے اپنی پسند
رندنق کے مطابق تعمیر کرایا تھا۔

شورع کے دن تو اس کی کاخ فرنڈز کا تائبند ہارہا
بھیں اس کے والدین کی موت کا پتہ نہیں چل سکا تھا
ب لعزیت کے لیے آتے رہے۔ وہ بھی دوبارہ سے

یہ جو اسٹھنے آپ کی محبت فری بہت مجھے کئے

دیں کہ مجھے آپ سے اس دن سے محبت ہو گئی تھی جب پہلی بار آپ دو ماہاتما۔ طارق کا پیر ہر چمک کے خوف سے بے یار تھا۔

”میں تمیں لکھ کے آگے پھکدا دیں گے۔“ شدت غصیں سے اسی رفتار میں ہو گئی تھی۔

”چلیں یہ یہی کر کے دیکھ لیں گے میری میںی محبت میں کیں آئے گے۔“

”میری توکر ہو تو کہ اپنی اوقات نہیں بخواہوں۔“ میں ہر گز اپنی اوقات نہیں بخواہوں۔ اس کا

لجرم مضبوط اور روتوں تھا۔ ”میں ہر گز اپنی کام کا کھاتا ہے“ وہ کام کا کھاتا ہے۔

”آپ کی اپنی اوقات فرشتہ کو بھی علم نہیں تھا۔“ رات سالازے دس بجے کا وقت تھا۔ آپ کے اس پاس ہی پیشان صورت میں ہوشیار ہو گئی تھی۔

کامی کے مخصوص باری کو اونہی گلی پیشانے تھے۔ کھول دیا۔ آپ نے والاطلاق تھا تو ہو کاری بند کر کے اڑائیں تھیں طرح اس کی پلی۔“

”عویشی خیبت تھے میں۔“ اس کے لیے میں اندر بیٹھا اور پلی تھی۔“

”جب تھیت پہنچا یا سرکر رشتہ کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے بے سائیں نے بولایا تھا۔“

صاحب کو۔ ”اس نے بے سچا بھاوسے بات کی۔“ ”اور کوئی بیات نہیں سے؟“

”مجھے کسی اور بیات کا علم نہیں ہے جو تھا جاوے اسے دیے ایک اور اطلع ہی ہے آپ کے لیے میرے پاپ۔“

”کون کی؟“ اس نے بھروسی پچھائے ہوئے پوچھا۔

”بے سائیں نے آپ کی حفاظت و گرفتی کے لیے مجھے مستقل میں بیجھ جایا۔“ اس نے بڑے

ہزاری کے عذر روتے کے بارے میں بتانا شروع ہی تھی۔ ”ویسے بھی وہ شری زندگی کی عادی نہیں ہیں تھک کر کاٹ لیا جان کا سر جو خاطر اس کی دوسری ساری تھیں۔ آپ اس کے لیے مکافات پیدا کر سکتا تھا۔ اسے میں پر وکالت ضوری تھا۔“

”وہ سامنے ہے جو اگر کو۔“ اس نے تفریخ سامنے بے سروٹ کو اڑڑ میں سے ایک کی طرف اشارة کرتے ہوئے کہا۔ ”کہ کوہر کی میں اندر جلیں۔“

”آپ طارق بے اختیار کر سکتے ہیں۔“

تیرسے روزہ لاہور پلیں تھیں توں میں ایک طارق بے اختیار کر سکتے ہیں۔“

ری ہوں میرا انتقامدار کرو۔ عین وقت یہ دیوار نہ کئی اس اسی پر ہے۔ امکنے کل رہے ہیں۔ ہمیں جلدی اکو دھن مل دی۔“ ”ون بند ہو چکا تھا کہ وہ اسی تھا۔“

”اس کی اسکن کو کیہے تھی۔“ مہندی کا فکشن تھا۔ خل کو جھکٹھاک اندازہ تھا۔ اچھی خاصی روچے جاؤ گی۔ اس نے بڑے تھکانے کیا تھا۔ کماکار طارق گاڑی کا لے۔ پرہر متھ میں دیوار ہو کے پچھے یا۔“

”وہ خاصی علقوں میں گاڑی میں بیٹھی تھی۔“ خلاف معقول طارق خاموش تھا اور خاصی تجدید سے ڈرایو ہو گی۔“

”رعل کی جھوٹ کو دیکھا چلا گا۔“ اس نے مانکھوں کو ڈھونڈنے کا تھا۔ اچھے خلے لوک دعویٰ تھے۔ مہندی کی رک رک رات گیا۔ بچے کے بعد شوئون ہوئی ہو کلی دیر جاری رہی۔ اس کے بعد موسمی کار گردان تھا۔ مانکھوں کو ارام سے بیٹھی انجلوں کر رہی تھی جیکہ رعل پار پار رہ رہا۔ وہ ریتی طارق نے دوستے میں آئے کو کہا تھا۔ وہ دیکھا تھا۔“

”وہ تھے غلام فیض احمد، میٹھا تھا۔“ رعل کو کاخ لے اور اپنی لائی کی دیوبی ہمیں فاروق کلائی نے سونپ دی۔ کسی اس کے علاوہ اسے جہاں اسیں لیا جاؤ ہوا جاہر ہوتا۔ میاں جان کی پدالیات ہیں۔ اس کے دفعیہ پکنیں۔ اس وقت اس کی سڑاہت دیکھنے والی ہوئی۔“

”جسے خداوند کی دلیل ہوئی۔“ جسے خداوند کی دلیل ہوئی۔“ اس نے بھروسی پچھائے ہوئے پوچھا۔

”کوہر کی بیات نہیں۔“ اس کے لیے میرے کوہر میں نہیں لامبا تھا۔ میل سلسلہ نظر انداز کیے جیسا کہ اس کی دلیل تھی۔“

”کیا اسیں آتا۔“ رعل کی کلاس فلوجون کے ہمکاری کی شدی تھی اس میں تھا۔ کلاس فلوجون میں اس اسکے لیے بھائی جاہنگیر۔

”ویسے تمہارا اڈا یورے ہے میتھنگ اس اس امر سے تھکک ہو۔“ شرارت سے بیٹھا تو رعل نے بھائی جان قائم اپنی ٹاؤنی پچھلی۔

”طارق نے نو مولیں دی دیے سگریت سے ایک لباںیں۔ اب کی باراں نے بڑے غورے رعل کے

نے چاہ کون سے؟“ وہ تجھیں قدم اخالی اس طرف آئی تو پیار کوئی میں تھا وادے چاروں طرف نگاہ دوڑا ری کی جب تھے اہم ایسا زمان کا اپنے بڑی وہ طلاق تھا اس کی تھیوں پر اپنے سکس۔ میکل گلی کی شرث اور پولی جیزٹ میں بھروسہ اس وقت بھلا سیاں کیا کرنا تھا۔ یہی سوال اس کیوں آیا۔

توب سے ملاقات کے اندر میں تھا۔“ اس کی مکراہت دل ملائے والی تھی کہ کرو دہاں رکا نہیں۔ دو سوچ ٹکاںوں سے اس کی دو ہوتے سرائے کو دکھلے رہی تھی۔ ذہن میں اچانک یہی سوچ آئی تھی اپس کے محور تک شدید پیشیوں کی تھی۔

ابہے جلد جلد خوبی سے بھاتا چاہتی تھی فاروق گیلانی نے سچے کے لئے چارہ ماکروت دھاتا ہے جو کچھ کرتا تھا اور عرصے میں کرتا تھا۔

فاروق گیلانی کے تینوں ایک روائے تھے وہ حکم علفی کمال دو ارشت کر کے تھے۔ ان کی ایک تین منٹ رخوں کا شکار ہوئی تھی ایسا عالم میں خلی کمال جانے والے کوئی نہیں۔

چلے اولیٰ میں اس رات اخراج زندہ ہوئے تو خانہ اس طوفان
کے آگے بند پیدائشی کام کمال ہی لیئے پڑھاں تو
بے یار و مدد و مکار کسی ہو کر عاقبت خود کرنا تھا۔ ورنہ روایتیں
کی ایسیں دعاواریں چون دی جاتی ہیں۔ جن سے ہد مرکبی کوں
پالی۔

اسے حوالی کی فرسودہ روایات کے بارے میں بھی
علم تھا۔ محض پچھوپی بھی میں موكا خانہ سے تھا۔ قدر خدا
کی نظر موت کے جانے تک بچا کر تھی۔ کیسے بھتری
ای میں کمی کر کی کوچھ بچھوں نہ ہوتے بھاگا
لہذا انہوں جانے سے مغل تائی مرجان نے گرفتار
ہوئیں۔ ویسا ہے اس کے کافروں میں انہیں توہہ سر
جھکائے کئی رہی۔ اپنے تراہت اس نے خارج میں
ہونے دی۔ تائی مرجان خاصی مظلومیں کی تھیں۔
واپسی کے شرمنی طاری میں اس کے صہرا تھا۔ وہ سارے
راتے پکھے سوچتی تھی۔

اں تھی۔ اچھی طرح سوچ لیتا تھی جا رہا تھا
ہمارے چانس پھر چھوڑ دیتے گئے مگر آنکھ کر بنا۔ “اکلی کسے
کسے تجھ سے کسراہٹ تھی؟” یہ بات یاد رکھ
پالنے والی بیٹھلی بار بار نہیں جانتی اگر خداوند میر
نشستہ وہ تو وہی سے یقین رکھ دیتی ہے۔
رعل تھک کر قدموں سے پتی اپنے کمر
میں جلیں تک نہ نہیں اور مکھتی بھی اُسکی۔ وہ دوسرے
کی اس سے تھیں طباۓ سے تراویں شکریہ اور اس
ات کے انفارشیں تھیں کہ وہ کچھ پوچھے۔ میر جعل
ہل پر خاموشی کا قفل لگائے تھیں تھیں۔ بیان اس کا
بیان کے بعد رہ پڑھ پڑھ کر بیٹھ کر بیٹھ کی۔ پھلا ایسے
اول یا سارو اس کا کاموں خدا۔ وہ بیدا کی خوبی اپر
گردی بیسٹ اس نہیں میا تھا جسہ وہت میں
وال بیت اور آنکھیں وحشت زدہ انداز میں پھیل
رہیں۔ سیار فقار کے ان کمالاً تھاں اس کے علاج
کافی نہ تھا۔ یہ خرق ہوا۔ اگر اس تو کمزور تھی جو جس
سے واپس کاری اس کی حالت میں بندی لانا تھا ممکن
اے اسی بیان کی شادی بر جل کی سماں تھے کی جاری تھی
”یا اپنا کارے مور رکھے ہیں جو میں اسکے
لیں میں مجھوں کا طوق گئے جس میں اعلیٰ میں ایسا نہیں
اردوں کی کسی کو اپنے سماں تھے جو علم اور نرمی تھی
رنے دیں گی۔“ بخاتر کی ایک لامس کا اندر سے
اپنی قیمتی۔

موم اسے تین بدل رہا تھا جکی کی جگہ خود چلا
کوئی نہ لے سکی۔ رعل اور نزن دلوں سے
اسکے حکما کھلایا تھا نہ نہیں۔ وہ حکما کے پرستے سے
بند ہو گی۔ رعل بے مقدمہ دروازہ پر گلائی رہی
وہی کی تینوں ٹکڑے چاروں بینی خاتمن قریبی گاؤں
الہدی شہر تک ہوئی تھیں۔
روبرت کے علمائیں بیان کی طرف کل آئی۔
تھے درختوں کے پھیپھی اسے کسی کی مہمودی
اساری ہوا تھا۔

ہے۔ سب سے پہلے روز دوسری سے مدد و رحمہ کیا جائے۔
ہوں۔ یعنی سن کر حل بوس پوری کی۔
”یعنی باقی تمام تمہاری تانی سماں میں جائیں گی۔
یاد قرار انداز میں نے تکمیل اختیار کیا۔
نکل کرنے کے پیچے پیچے حل اور یاد رکھی جائے۔
اب غافلگی کو اور بیوی تانی کے ساتھ زہر میں ای
لڑکے بھی طے کرنے کے بعد بیوی تانی نے پرستی کیا
سے رحل کے پیچے پیچے سکا جائے۔
”تمہارے تما میست س کا منتظر فیصلے
یا اس کے ساتھ تمدید شدی کی جائے۔ رحل کا
سر اٹھ گا اپنے رکن کی رکن کے لئے جائے۔

کوڈیاہ ورسٹ کی طرف تک ایک شنیدھی
 کافی میں جانشنب دھکے سروں میں
 مر اقلم
 تمہارے بیٹے کوواں کوواں
 مجھے بہت اچھی لگتی ہیں آپ بے بی پا
 خود کو کسی بارے میں اس کے لئے سے جائی
 رہی گئی۔ بنی اور آستان کاملین میں ہو سکتے
 سامنے نہ تھے خاص مقام پر ہے اپنے پر برداشت
 ہیں پس۔ ”وَقَدْ صَادَ حَبَّ وَكِيلَ“
 وہ سوراہ میں بھی آشیت پسند دراز تھی
 ”جَنَاحُى“ تمہیں انسان کے منہ ملنے والی بیوی توں
 کرنی ہوں ورنہ جسیں دھرم کا نامہ ہے کہے
 نہیں ہے۔ اگر تمہارا ایک لطف بھی جو ملی کے کے
 کابل میں رہ کر ایک تمہاری سانوں کی در
 جائے گی۔ ”وَهُنَّ مُنْعَى“
 اڑ سسے کہہ کر ملے تو سمجھ بخشن دو محکمہ کو
 دھونا پڑا مجھے مرے دو محکمہ دو ایک سو
 میں سماں تھوپ اپنے تھوڑے کروں میختہ لواں
 کوواں سوں۔
 کوواں سوں۔
 اچھاں اس نے پورا والیم کھول دیا اور گذرا
 رفاقتی کی سر مردھا۔

”کر شش دشمن بومت ہوئیں کھرا ک
 کوفون کلی ہوں آخر مون کیا ہے؟“ وہ چند تقریبی
 دشمن اس وقت جان چاہوں گئیں لے جاؤں
 یکم طارق تھی بون بول کیا ہے آپ سے تم آیا
 کو شرمند ہوئی۔ اس کے سورج بخت خدا کا سک
 رحل کم کی تھی اس نے مکر کیا جب پرچم میں
 نے گاڑی روکی اور وہ بارہ نکل۔
 ”اس سماستی کے معرفت خواہوں۔“ وہ
 لبے دل بھرنا آگے کلکی۔ اور رحل کی دھرم کر
 ابھی تک اصل پھل سی کھی۔

کرے کی طرف دیکھا تھا جس کا دروازہ اور لالاٹ بند تھی۔ سے ساختہ ایک پرمردہ مسکراہٹ بول پہ آکے معدوم ہوئی تھی۔

دو دن میں زندگی کا رخ پدل چکا تھا۔ اگر بڑے سائیں اور حویلی کے دیکھ بولوں کو علم ہو جاتا کہ وہ حل کی زندگی کا بالا کرن گیا ہے تو اسے ایک منش سے بھی کہیں۔ بھوکے کوقل کے آگے پچکوایا جاتا، یعنی قصہ ہی قصہ ہو جاتا۔ بڑے سائیں اسے برابر بحثتے تھے ہر بات میں مشورہ لیتے تھے اس نے ایک طرح سے ان کے اعتماد لوڑا تھا۔

رحل نے رسول کتنے اعتباً سے پوچھا تھا: مجھ سے شادی کرو گے؟ یعنی رعوت تھی رحل کے انداز میں کہ یہ شادی ہام کی ہو گئی کتنی خود غرض اور سنگل ہی وہ، لکھتے آرام سے پلان کیا تھا اسے مطلب کے لیے اسے استعمال کیا تھا جب مطلب تکل جانا اسے دو وہ سے مکھی کی طرح نکال کے پھینک دیا جاتا۔ اس بی بی اوقات ہمیں اس کی اس نے اپنی خاصی رقم آفریکی تھی جسیں میں آدمی اس کے اکاؤنٹ میں ڈانفر ہو گئی تھی۔ بانی آدمی معاہدے کے مطابق اس وقت ملتی جب وہ حل کو مطلقاً دیتا۔

رحل نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ حق یعنی اس کا شوہر بننے کی کوشش نہ کرے آج نکاح سے پہلے وہ معمول سے ہٹ کے قدرے اہتمام سے تیار ہوئی تھی۔

نکاح کے بعد جب طارق نے اسے دیکھا تو اچانک احساس انکرانی لے کر بیدار ہوا کہ اب ان کے تعلقات کی نو عیتمدی گئی ہے۔

وہ برابری کی سطح پر آیا ہے بلکہ طارق کا مقام اس سے ایک درجہ اونچا ہو گیا ہے اس نے خود جواب سے بنا کی ہوئی وہ واس شوہر شلیم کیا ہے۔ وہ اسے اپنی تو پہلے سے لکھی اب اس کی ملکت میں آچکی تھی۔ رحل نے قدم قدم پر اس کی تذلیل کی تھی اسے اس کی اوقات یادو لالی تھی اسے کمزورت و کمزوری ہوئے کاظم نے دیا تھا وہ آج ایک ہی وار میں اس کے تمام پہلے اس اس

سلک تھا، کیا ہو جو معمولی سالم لازم ہے اب تو اس کا شے ہے وہ کیا کر سکتی ہے زیادہ سے زیادہ شور چاہ سکتی آنسو بھائیتی ہے اور مفتوحہ قوم کے مقدار میں آ بھانہ ای لکھا ہوتا ہے۔

کیسی کیسی سوچیں تھیں جو اس کے ذہن میں آ تھیں۔

وہ تو آرام سے کمرہ بند کر کے سو گئی تھی کتنا فاصلہ نہیں مخفی پنڈ میرھیوں اور قدموں کا وہ اوپر کی مد ہے بہاں پذیر تھا جبکہ رحل نیچے اتنے بیڈر دم میں ہی۔ تاداں لڑکی آٹ اور بارود کے گھیرے میں ہوئی تھی۔ خود سے لڑتے لڑتے وہ کافی دیر بعد سویا تھا۔



طارق گزشتہ ایک بیفتہ قبل یہ کہہ کر گیا تھا۔

پشاو کے دور افراہ ایک گاؤں میں اس کے اموں بیجن کی طبیعت کافی خراب ہے اس نے بڑے سامنے اجازت لے لی۔ تیا نے اس کی جگہ اسلام اور اکی یوئی کو رحل کے پاس چھوڑا ہو اخنا۔ وہ خود بھی لگا گئے تھے۔ اسے کوئی پر شانی نہیں تھی۔

ملانکہ عاطف اسم کے نثر کے چار نکتے

تھی جو پولی کی میں ہو رہا تھا۔ ان دونوں کے ساتھ لا اور دوباریہ بھی تھیں۔

ملانکہ دوباریہ اور لائیہ شوکے خاتمے کے بعد

گراف لینے کے چکر میں وہی کھڑی ہو گئیں۔ وہ

سے کہہ کر باہر کھلی فناشیں آئی۔ سونمنگ پول۔

قدرتے ہٹ کر بیٹھتے ہوئے اس نے خود کو خاصا سکون محسوس کیا۔

سافت ڈرنک گھوٹ گھوٹ میتے ہوئے وہ سماں

سونمنگ پول میں انجکھیلیاں کرتے تو جاؤں

قطعاً غیر ارادی طور پر دیکھ رہی تھی۔ اچانک گاؤں

اس کے ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے بچا۔ سونمنگ

سے برآمد ہو کر جس شخص نے نیلے تریے کے

کو صاف کیا تھا وہ طارق کے سوا کون ہو سکتا تھا

کنارے پر تھیں چیزیں میں سے وہ ایک پہ آرام دہانہ

میں ختم دار اسی لوگی بیٹھی ہوئی تھی جس کے ساتھ وہ
پیش کر رہا تھا۔

رعل بے طلاق کے ملاؤں پرستے تھے طلاق
بیجا معقول فصل ایک تھیں دیر طلاق کے
ساتھ بھولیا یا کر رہا تھا اس کا پیشہ اندراز تھا کہ
وہ میں آتی آتا رہتا۔

اس سے پچھلی میں کیا تین قسم اس کے
ساتھ پیش کی جاتی تھیں دوستی سے اس پارے میں
جیزاں ہو رہی تھیں دیر طلاق اور ویلی کی شہادت
کی جاتی تھیں اسی وقت طلاق اور ویلی کی مشہد
کی جاتی تھیں اسی وقت طلاق اور ویلی کی مشہد
کے پارے میں پچھلے کسان ایک بیچھتی ہے جس میں پڑتے
مترافق ہوتے۔

”ایک بیچھتی ہوئی جس روز حد سے پہلے
وہ شدت سے طلاق کی آمدی خفختھی
”طلاق ایمپیس کی رہے ہوئی تو وہاں کا کمر کر
گئے تھے؟“ وہ ایک اندازیں اسے دیکھنے کا
”ختر آپ کون ہیں؟“ اس کاشندر ام بھوپال
دھوپ میں چک بھائی اس کے ساتھ بیچھتی لڑی بھی
جست ویچی سے رعل کو دکھل رہی تھی۔

”طلاق ایمپیس تو تو۔“

”خترم! آپ نے کیا طلاق طلاق کی رث کاں
ہوئی بے رامہ بیدے ویل آفریدی۔“

”ختم طلاق میں ہو؟“ اسے بھی تک لیتیں میں آ
بھائی۔

اشناک جدید فیشن کے مطابق تھا۔ دلوں کے
کسری اور مضمون تھے، ویسے ہی نقوش طلاق ا
ملان اوریہ شخص ولید افریدی ہالی جنتسری کا پ
لگ باتھ۔

اس نے بیلی تین دوستی سے اس پارے میں
شیں کیا۔ حالت مانک طلاق دو یکھلی تھی۔ اسی میں دیکھ دیکھ
جیزاں ہو رہی تھی کہ دوستوں میں اسی زبردست
ٹھکان کے پارے تھے۔ اسی پارے میں اس کے آگے
شیں کھلی تھی اسی وقت طلاق اور ویلی کی مشہد
کی جاتی تھی جس میں پچھلے کسان ایک بیچھتی ہے جس میں پڑتے
مترافق ہوتے۔

”ایک بیچھتی ہوئی جس روز حد سے پہلے
وہ شدت سے طلاق کی آمدی خفختھی
”طلاق ایمپیس کی رہے ہوئی تو وہاں کا کمر کر
گئے تھے؟“ وہ ایک اندازیں اسے دیکھنے کا
”ختر آپ کون ہیں؟“ اس کاشندر ام بھوپال
دھوپ میں چک بھائی اس کے ساتھ بیچھتی لڑی بھی
جست ویچی سے رعل کو دکھل رہی تھی۔

”طلاق ایمپیس تو تو۔“

”خترم! آپ نے کیا طلاق طلاق کی رث کاں
ہوئی بے رامہ بیدے ویل آفریدی۔“

”ختم طلاق میں ہو؟“ اسے بھی تک لیتیں میں آ
بھائی۔

مشویں ہو رہا تھا تو تین بار اس کے سامنے کھڑے ہو
کے اس نے اسے آواز دی۔ اسی کے رشتہ روئے
کے پیچے نظر حل کو اپ دیکھ کر رہا تھا اس نے
چھپا ہٹ کے عالم سن زور زور اسی کی کہتی ہے کہ
بلا یا تو وہ سیدھا ہوا کر آکھیں اب بھی بن جس۔
”طارق، طلاق، آٹھو“ اس نے پھر آواز دی پر
طاں کے جو دشیں تھیں تک منیں ہوئیں جوں پر جل
چک کے جو شیں اس کے پیچے پاہتھ رکھا تھا کے
باہتھ میں اسی کی کالی آٹھی۔ اس نے ترتیب کے پیچے
ہونا چاہا پرے سے وو طلاق نے اسے زور انداز میں
چھکا یا دے اس کے پاس اگری۔ سرخ نیڑے سے پہلے
آٹھیں اس کے چہرے کے بہت قریب تھیں۔
”تیر رات کو بیوں میرے کرے میں آئی ہیں میں
انداز چور صورت خواب دکھر رہا تھا حقیقت میں لیبر
سانتے آگئی ہے۔
”وو، بھوچھے۔“ اس کے ہوش از گئے تھے۔
”تیماں کافون ہے تمے سے ضوری بات کنٹا ہو رہے
ہیں۔“ وہ بھکی کی تیزی سے اٹھی اور دروازے کی پکاں
چپی۔

”الفت کے قاتھے کچھ کہ رہے ہیں آپ تسا
کے جا رہی ہیں۔“ اس نے پیچھے سے اپنکی لعلیہ
لڑکوں کا تدمیں سے بیڑھاں اپنکر کے تک آئی
اور اندر گھس کر دروازے کے ضوری بات کنٹا ہو رہا۔
”تمباری رشی کو نکام دینا ہی ہوگی۔“ وہ دانت
کچکا کر رہی گئی۔

اتھاں سے فارغ ہوئے آج ایک بیٹھو چکتا
اسے اب جو لی کے لے روانہ ہوئی تھا تیاوارون
گرفتہ درون سے اسے آئے کی باہمی کو اسے
تھے طلاق صحیح سے تاب کھانے دیوں پر جو دناؤ
فوراً رعل کو گاؤں روانگی کا تالیہ مری کیا کرنی کے
حداداں اسے عمل کرنا ہی تھا۔ حالانکہ موسم کے تیور

اف کساز عم تھا اسے خود پر رعل نے بھیپ کر
مول کا زاویہ دا اور انداز بھی۔

”اب ایک بیچھتی ہوئی بات میں ہے میں نے تھا اسی
ال ایک بیچھتی ہوئی تھا۔ اسی میں دیکھ دیکھ
جیزاں ہو رہی تھی دو یکھلی تھی۔ اسی میں دیکھ دیکھ
ٹھکان کے پارے تھے۔ اسی وقت طلاق اور ویلی کی مشہد
کی جاتی تھی جس میں پچھلے کسان ایک بیچھتی ہے جس میں پڑتے
مترافق ہوتے۔

”ایک بیچھتی ہوئی جس روز حد سے پہلے
وہ شدت سے طلاق کی آمدی خفختھی
”طلاق ایمپیس کی رہے ہوئی تو وہاں کا کمر کر
گئے تھے؟“ وہ ایک اندازیں اسے دیکھنے کا
”ختر آپ کون ہیں؟“ اس کاشندر ام بھوپال
دھوپ میں چک بھائی اس کے ساتھ بیچھتی لڑی بھی
جست ویچی سے رعل کو دکھل رہی تھی۔

”طلاق ایمپیس تو تو۔“

”خترم! آپ نے کیا طلاق طلاق کی رث کاں
ہوئی بے رامہ بیدے ویل آفریدی۔“

”ختم طلاق میں ہو؟“ اسے بھی تک لیتیں میں آ
بھائی۔

”سویا! جمی ایمنیں لیعن دلاؤ کیں طلاق میں
ہوں۔“ وہ ختم رعل کی آکھوں میں کھکھتھی تھی
پولاؤ اس سے کیلی گھوک کی۔ سرماںی کی فارڈا ایمن
دکھاؤ۔

”اس میں ان کا صور نہیں ہے تمباری پر سانی بھی
ایسی ہے۔“ دو لکھ جیسے طبلی پولی تو رعل نے جخت
توہین بھوس کی دو دنیں سے مرنی اور ہبہ پورا کر گئی
لاثت میں کھٹکی ایسی گاڑی کیا پکیں تھیں مقابطی
وہ جم ان کی کھی کہ دو دنیں میں اس مد تک بھی
مشابہت ہوئی تھی۔ صرف ہبہ سانکل کافی تھا۔

”کیا میں تکلیف اپنے مومنی پر جصل جائے گی۔
طلاق کے بیال پیچھے کی طرف مڑے ہوئے تھے
جسکے بیچھے نظر کاٹے کاراہہ ہے مان لیا یہت
ہیڈن ہم ہوں۔“

”کیوں پھر آپ کو دور لے چلیں۔ سب سے دور چالاں جس کار خفتہ ہوئے ہیں آپ کوں نظرے پڑے اچھا نہیں لگائیں جو انہوں نے بخاطر سے حوت مند بیوں لڑائیں خودیں افٹ بھی دیتی ہیں شاید آپ بھی غور سے ویضیں تاچھا لکھ لوں۔“ دشراست پر اتر آیا۔

”تمہیں نہیں پہنیں ہو سکتے۔“

”کمال گیری بھی نہیں اسے بھی نہیں نہ جانے آپ کیا جاتی ہیں یہ بھی جو ایسی میں ہو جاتی ہیں میں جیسا بارا بول۔“ وہ جانے کے ارواء سے پناہوں رکھنے کا نہ سمجھے اپنے اقشار اس کے قید کافی کرے کو پکارا۔ آئو پکلوں پر رزمن لے۔

”طارق شہر پر شہان ہوں۔ جانے یا ہو گا۔“ ”تیندی آپ کے فرق میں مجھے بھی نہیں آتی۔“ اس سے قدرے ہٹ کر کھنچی ہو گئی بونکی کا واضح اظہار تھا۔

”بہر حال آپ فکر کرنیں میں ایسے ہی عکس کر رہا ہیں۔“ اس کا عکس اپنے سامنے چھوڑ ہوں۔ بت کر کوئی سکا ہوں گر آپ جانے کا میں تو عمر ہوں۔ بت کر بچھے تو لے رک گیا اور حل کو اچھا بھی خالی اور دوچھچی بھی۔

”غرض کو تیار ہاجان میرا کافی ہے اس کے ساتھ کرتے گئے تھے؟“

”آج آپ نے شرط کے ساتھ شادی کی سے گھرم ایک بارہ جس کو عزت بنالیں پھر جس کی طرف نکلے والے کی آنکھیں نکل لیتے ہیں۔“ طارق کے سچے میں اتنی قلکی اور سردی بھی تھی کہ حل کی ریڑھ کی بھی سننا تھی۔

اس کے جانے کے بعد طارق کو گھر دریں کھڑا رہا۔ سکھت کھل کے سلاہیں نہیں تھیں جس کی وجہ سے بھگام عون پر تھا۔ سب اسی دعویٰ کرے تھے مہنگی کی رسم کے لیے جب مظہم کو اندر لایا گیا

کوئانہ ج را تھا۔ آپنی بے وقاری پر وہ بچتھاں کی راستے پر ایسا بھی نہیں اسے ڈھونڈی بھر لے۔ ملے بولیں ایسا بھارتی تھا اس کا دوستی بھر اکی لگ بیٹھا۔ دھرے دھرے قدم رکھتی ہے اسے کھلے احاطے میں پتی پتی اتنی پر قدموں کی مدد حسری موقی کیلیں پیکاں رہا تھا جو ٹوپیں اور اپنے احمد ایواز بھی آپنی بھی جوہرگئے کے تر عمل کے بڑھ گئی۔

پھر تھا۔ قواز قبیل آتے آتے دوستی کی اور افات خاموشی چھپی قیامت خیانتی۔ نائبِ نعمت کا رکھا تھا ایسا بھوکی اسے یہی مظہم کی شادی تھی۔

تاریخ اگر مشتہ میں سے جاری تھیں۔ روز رات اُنکی مخفی بھی ڈھونڈ بیٹھی ہیں۔ رحل کامل اچل طلاق میں آیا۔ کسی نہیں اس کے لئے پھرے پھر طلاق اس کے پیچے کو شک میں کھلے اس سے اسکے پیچے پھر طلاق کی اولادی کی وجہ کی تو شک میں کھلے اس سے۔

”لارق ایسا جان میرا لکھ کر ہے۔“ ”تو یہ کیا کروں؟“ کاٹلیمان قفل دیج تھا۔ ”یہ کمر سے ہوں۔“ بت پر شہان ہوں۔“

”اب لایا تو جھٹکیں خودی۔“ وہ محکم خیر لے لاٹا تو پھر گئی۔

”میں کیا کروں؟ جیسیں بیٹھلیں میں؟“ مہنگی چاروں ہدایات کی ایسا جان میں بھی خاموشی سے عکس ایسا تھا۔ جب بچا جھیں تو حل کو اندر لے جا رہا اس ساتھ چکری کا شور ہیم کیا ہے کھنکری ریشی اور اڑا بلکہ معلمہ ہے دوں کے مابین ضورت اور اسی کا۔ آپ نے بھی بیٹھنے میں بھروسہ کیا۔ اسی کی وجہ سے اسے طارق میں پاشن کر کر کیا۔

رفاڑی کا مظاہر ہے کیا تھا۔ رات نوبتے ہو جوہی کاچی پتھرے کا میک ملہ اب بھی جاری تھا۔ ملے بولیں ایسا کے ساتھ جانے سے بچتا ہوا ریڑھی کی جویلی سے کوئی آجایے اسے تو وہ ایک بیٹھے سے ملے نہیں کیہے آن تیائے نہ رہے کہ ہر جعل میں بختی کی تکمیل کی تھی۔

پورے پھرے کا سارے طارق اپرے سے طارق اسے نجع کرنے۔ ملے بولیں اسے کھڑا تھا۔ اسے دار کے بعد رحل کے اس سے کھڑا شہر کی گیوں کی طارق۔ صد شکر پر طارق کے کلی اسی حرکت میں۔ مکروہ ”نوق“ شہ جملوں کا پایہ کرنے سے باہت آتا۔

وہاں پر حدودے سے نکل تپاریش کے نور پکڑا۔ شام میں اندر جوے کا سام قفل طارق بڑی وجہ سے گاؤں ذرا روح کرایا۔ رحل بڑی وجہ سے پاٹکیں ہو رہی تھیں۔ وہ بھی سچی اور پر شہان ہوئے کوئک قافیلے میں سیست سب کافی۔ جھک کر ملے جس کے نیزی کی طرح ایک عکس زندگی کے نکل کر دن رحل اور اسکی شادی کے پارے میں شادی کی تاریخ تھرپر ہو رہی تھی۔ سامنے پچھر راستے میں گاؤں ایسا کہ طارق نے روی۔ جیسے سکھت اور لارق کا لال۔ کسی سکا کر اس نے لے لیے تین چار وقت میں حل کو اسی کی مددی ضرورت چھی۔ وہ دن رات کو موڑے میں آتا اور کلکی ایک بھی کی خلاص میں تھی کہ کسی کی طرح اس اس سے بیات کر سکے۔

”لارق،“ میکی میں بندی کے روزنے موغل ہی گیا۔“ وہ ساری لڑکیں طشیوں سیں مہنگی چاروں ہدایات۔ جب بچا جھیں تو حل کو اندر لے جا رہا۔ اس ساتھ چکری کا شور ہیم کیا ہے کھنکری ریشی اور اڑا بلکہ معلمہ ہے دوں کے مابین ضورت اور اسی کا۔“ وہ ایسا جان میں بھی خاموشی سے عکس ایسا تھا۔ جس کے نامہ میں آری ہوں۔“ وہ آواز اسے بھر جائیں۔“ وہ شرافت کے بارے میں تھار رہا۔ ایک

آرے سے کچھ چھوڑے اسے میر قمل۔ گھر میاں سے ملے فرست کا فلمی ایسا تھا۔ اس کی طرح نکل رکھتی جاتی ہے پہاڑیں اسکی وجہ سے بھر جائیں۔ اسے بھر جائیں۔“ وہ ایسا جان میں بھی خاموشی سے عکس ایسا تھا۔ جس کے نامہ میں آری ہوں۔“ وہ دن توکیں کو شکس کی۔“ وہ دن توکیں کو شکس کی۔“ وہ دن توکیں کو وجہ طارق نے معمل سے بہت کے آن کافل تیر

تودہ بھی ساتھ ہی تھا۔

نہیں کی آنکھیں اسے دیکھ کر جگھا اٹھیرے

三

23

154

1

6

64

1

Digitized by srujanika@gmail.com

امیدوں کا مرکز سے اسیں کر دیں۔ جو
خون کے کیانی ندی کی خاتمے پر ملے
اس نے میرے سماق نکال کیا ہے زندگی سے
پیدا ہوئی اور میں کیا اتنی خود غسل ہوں کہ
کھلکھلائیں کہ میرے کے پاؤں پر ہوتے ہیں۔
جس دن بڑا لوگوں کی تھی میرے حارست و کھا۔ جائے نماز
کر کرستے ہوئے ایک تینی پیچ کی تھی۔

”اے سے ان سب کے سوون پر یعنی۔ مم پھوڑا
ایکی کہ میں یا سر کے ساتھ شادی نہیں کوں
لائیں۔“ اسکی جان ایشی عاقل پابچ جوں اپنی اچھا بارجع
کلکیں ہوں ایک ابتداء شخص کے ساتھ مجھے
توجہ نہیں۔“
اس کے تاریخ پر کیا ہوں گے؟“
وہ اپنی سی۔“
ٹھیک ہیں جان سے مارڈیں گے۔“ تائی جان
سے پڑا۔“
ایکی اس کاٹل نہیں بھرا اس جو ملی سو زندہ

کیے ریگل اس کا نہیں تو زور میں آئے
و دے کا کوتاں اور کے زمکن کے میں
بادا لگ کر ملائی۔ طارق اور آپ تھے وہ پورے
لڑتے والی تھی، جب طارق نے اسے اس
کا سامرا بخواہد، گرنے سے تو قیچی یا
کما تھی۔ میشے سے درد کے احسان
میکھلائی۔ نینداں ہیں جیلیں ایکی کی آئندہ آئے
یرات میں اسی کے سکون کی زمرہ تو کیسی۔
وت وفاں نے طارق کے چہرے پر چھڈ دی
تاکی حتمیلائی۔ وہ جانے کی میں
عین قبول میں کریبا تھا درود وہ تو اپنے خواہیں

نہ من کی آنکھیں اسے دکھ کر بچاؤ گھیں۔
 راں لک کے کرتے شلوار میں طبیعت اپنے بند
 قائمت سستے ہیں مودو دسپ لڑکوں میں تمیلیں
 لگ براخا۔ مظہر کے سرکل سے الی تکی تکی لڑکیں
 اسے وچپی سے دکھے روی گھیں۔ وہ کمیں سے بھی
 طازم نہیں بلکہ براخا۔
 رحل قدرے پر شان بریشان کی الگ بیٹھی ہوئی
 تھی۔ طلاق نے اس کی بیفتگی جانی لئی تھی۔ نہ من کی
 خوبیں پر بھی وچپی اسے اعماრی کی۔ رحل اپنی
 پر شانیں اتی من کی کہ اس نے دھیان کی میں
 جوا۔ درست نہ من کے چھے کھلے گائے آنکھوں کی
 چالا۔

پرسوں میکھن کا لکھ تھا۔
 رات کو تلیِ موچان نے بھاری کام سے مزین ایسا
 جیولری سہیت سے خود خلاں۔
 ”رُحْلَى أَبْيَهُونَ كَيْ جِيْجَلْ وَكَيْ دُوَّيْتَيْ وَتَهْسَارَسَيْ
 تَلَكَ كَاسَيْ كَيْ جِيْجَلْ بِيْنَ كَيْ كِيْكُوْ.“ رُحْلَى نے سب
 کے چھوپاں کو دیکھا۔ نیز نے پوری حضرتِ دوچھپی سے
 سامنے پڑے عویضوں کے پاہ تھیں۔ اس کے نہ
 چلے گوں کوں سے خواب اُس جو ٹوٹے کے ساتھ
 وابستہ تھے کوں کوں سے ارہان تھے جو دل میں دبیے رہ
 رہے تھے۔

بے اختیاری اس کے ذمہ میں طارن کا عکس لیا
تو شوشاں کی جیسے وہ سماں تھی تو وہ سوتا تھا نگل اور
صلدیں کی بندی کی لکھتا تھا نہ میں کو طارق کے ساتھ
پرلا اصادم اسے اپنی تسلی دیتے۔

طارن کو خوبی آئے زیادہ عرصہ نہیں بہاؤ۔ اس
نے یالیتوں کا اعتماد کرتا۔ جلد حاصل کر لیا تھا۔ وہ ان
چند گئے تھے مازماں میں شامل تھا جنہیں زیانی خانے
میں جائے کی امانت بغیر کی روک ٹوک کے تھی۔
وہ چونوں پیچوں کے کمرے میں مشینی خاصہ کمک ساتھ
پاسیں کر رہی تھی جب بوانے آکے بڑی تائی کے

گھنی کی کل مک گزرتے وقت اس اس اس دلاری
تھی۔ نیند رہشت چھ روزے اس کی آنکھیں سے دور
تھی۔ حالات اتنے تک سننے کے تین آنے کا والو
تھیں ہوتا تھا۔ مظہر عالی شادی کر کے اس نے حلا
جھکتے اور دعویٰ میں مصروف تھے۔
کنی کے مل سے دروازہ کر جائے وقت دیکھا۔
گھنی کی سماں سماڑے دیکھ کا وقت بتا رہی تھی۔
اس نے سرپاٹے پاؤں پر اختر اگھی لہجے اور جھلکاں
پیدا کیں تھے جو ہوتے چلتے دروازہ کھو توئے
اس کا دل دھک دھک کر رابطہ پھونک پھونک کے
مر مر تھی طارق کے کرے کل پتی۔

اور درین اپنی حرف علیٰ خورچی ہے
کہ میرے لگھ کے حوالے کی بھی اک کامل
خرا جو آپ سمجھیں گی اس روایتی فی
بھائیوں۔ اس کا پریشان ڈھوندنا احت
کی ایجاد نہیں فارغ اور سکل اندر آکے وہ اس
اربی تباہی کی تھے

عینت کی اگر تھی جس اُسے کاروں
بایا تھا وہ وہ سچتی تو اک رکھ جائی
و سکھا کر طلاق پورتے پڑتا۔ وہ مت می
س بات تھا۔ ایک دن میں کڑا کے نوشیں نے
سرخ کھلائے۔ میں آپ کی عزت کرتے ہوں اگر کوئی
پر گایا تو آپ کی جان ہجی جائی ہے اور یہ
بہت۔ اک بہت اچھی ہیں وہ بھٹ پری خوش
بہت۔ اپنے پر شان ہو اندا۔ ہریں مکھل کے اسے
اسے احساں ہو گیا تھا کہ اپنے اس میلے
بہت مکھل کئے کی جی وہ بت سے بختا

ایسی دروازہ ہے سچا۔ پہلی دھکتی ہے
دروازہ کھل کر طارق سامنے کم اگر جانی سے اسے
بینتی لکھوادے ہٹائے ہوئے اندر آئی۔
”غلائقِ انجیل میں اس سے لے چل۔“
”وس وقت کمال سے جاؤں۔“

”محظی ماتکمکی طرف لے چاہیں میں حالات۔ بست
زراب میں، پچھے بھی ہو سکتے میں تمہارے لیے
یعنیں تھکنی میں کر سکتی ہو تو نکل ایسا کسے۔“ پہلی
لکھ فتاویٰ کے من میں ہی رہ کے۔ یقیناً اسی دروازہ سے

آپ کو سرگرم کوکھاے گی۔ نیں آپ سے بات بخیر
میں امول گا۔ وہ جوتے اتار تھا۔ اس کا لئے گلوا
ہ سب کو کارل روشن کا حصہ تھا۔ رات والے
وابستہ کریج دینے کی وجہ پر طلاق تھی۔ سروں میں
کا اثر نظر نہیں۔ اس رات تھا۔ خوش اور نہادیں تھاں تھا۔ خوش
کیوں نہ۔ وہ آج تھے تیرس بیدھ لے جو لے لی تھا۔

شام چار بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تو پھر رور
نیند کے بعد وہ نازم تھا سے بیان کو فون کرنے کے
ساتھ اوقات گوش نزار کیے۔
”تم قورا“ و اپن اکو ”امیں“ اس سے کہا۔
”بیان اعنی اہل اک قورا افلاطون نہیں کہتے؟“

”نمیں اب انتظار کی تاب نہیں ہے۔
چتنا جلدی ہو سکے اکویاں تم تکھوڑی میں ہو۔“
”بیانگان! آپ فکرہ کریں میں کوئی ایسی ہدی نہیں
بیٹھا جاؤ۔“
”محکم ہے پھر کہی اختیاط کرو!“ نہیں نے فون بند

”محیل بے چہری اختیاط لو ایاموںے کوان بند
کرتے ہوئے پھر اسے یاد دہلی کرنی تو اس نے باہر گل
کے نذر پاں کو آوازی۔
”جی چھوٹے مالک۔“ وہ اس کی آواز سن کر بارپی
خاتمے نہیں۔

"رجل کو میرے پاس پہنچو" وہ کہ کر لپٹ گیا۔
منڑاں نے اس کا حکم رحل تک پہنچا۔ وہ شاورے
کراہی بھی باقاعدہ درم سے نکلی تھی۔ مسکپے کل وائے
کچھ تھے۔
کیسا وact آگی خدا۔ کل تک وہ اس کے حکم کی

کیسا وقت آیا تھا۔ کل عکس وہ اس کے مکمل
تھیں میں اس کے پاس آتا تھا اور آج وہ اس کے
اشمارے کی مشترک تھی۔ قدرت کی اس طرفی
اسے نہیں آئی تھی۔ لیکن بالآخر اس سعی کرنے کی
جب اپریخ میں گاڑی رکٹی کی تو اوار آئی اس نے کافی
دھوندے چھانکا۔ ریڈنڈ اکاؤنٹری سے وہی ہوں والی
حیثیتے رہنے میں منہنگی پول کے پاس طلاق

اوری تھے۔
اگر سے بندوں نے خوب مقام لے کیا۔ جیل اور بولو
واڑی ہو گئے ہیں بلیں بس ٹھیک ہے۔ گلیان
اس کی طرح اپنی بیویں نوچتے ہیں کہ۔ خالد
والا طلاق کی کمی سوچ میں چوہا اقا۔ اسی
امش قضاڑ و دن کی بیوی کمی کو ایس کے کیاں

”پھیلی نور نور سے رویہ ہیں۔ مٹے تسلی
اگرچہ جو ہوتے ہیں اسی نہیں آرہی ہیں۔“
”اصحًا جو اپنا کام کروشی دیکھتا ہوں۔ اس نے
لکھل کے ساتھ بیڑے رکھی اور جیکٹ بھی اتار
کر پڑا۔

۱۰) اگر آپ اجازت دیں تو یقین جو میں یہ خوشی کی
خانوادے کی، جعل تھا۔
”میں ابکی بیوی میں خود تباہ کام اپنایا ہے۔
مغل اخراجیہ اٹھائے سارا بیا۔
وہل کی گھنی سکیں کی بیوی کاونڈ بیڈ روم کے
وازارے تک آئی۔ میں جو یہ طریقے اندر قدم
پال دے اسکے نظر آئے۔

مادہ ہر اس سی نظر آئے گی۔
طاں کا وحشت سے بھر پور انداز انسن رات کو
انسکا تھارہ نہ اس کے روپے سے اس کی شخصیت
ان بارجاتے پھول کا کبھی اظہار نہیں ہوا تھا خوش
کر جائے گا کہ کچھ ایسا کہاں کرے گا

پر لے جوں اس لئے تیریے کے رات ایں
کے (نین) بوس ہوئے تھے وہ اسے ایک معین
اگر کچھ کی پرید کی انکا لھا اسے اپنا جام کی نظر
ماں کو نکل طالب نے مروت میں بر قی کی کوئی
اں فرشت آنکھ کے بدے آنکھ جان کے بدے
لے کر رحمت کرتا تھا۔

اپ کی میتھیت ہے دیاں سے اپ کی فراش
کرنا ہے باؤں۔ کتنی تیرنگا خوبی اپنا کیا لے رہیں
انہیں پوچھیں گے کہ اتنا وہ مدد ہیں یا نہیں پیدا
”طلاق کے انتظام کی تکمیل ہام سے چاہیں
کے نہیں جس کھارے ہے تھے ” یہ سمجھنے کو
جس کھاتے ہوں اُنہوں اُنکے تھے

کلاروں، سیل اور ایڈیٹس میت اندر گھس کر طلاق کے ساتھ تھیں وہ ملک کے طارق کے ہاتھوں نہ دوسرا پلے طام رکھا تھا۔ فاروق گلابی اپنی دوکانی الدین افزیدی کا بنا کر لیا تھا اور اس کا فاروق کے مدد سے غیظو و غصب کی شدت سے گواہاں تک رہا۔

شدت کے پوچھاں سل رہا۔
”اور تم رات کو اس کے کرے میں کیا لیتے آئی
تھیں؟“ فاروق نے طارق کے پیچے کھڑی حل لوپی
طرف پہنچا گا۔
”اے چوڑی۔“ طارق کا اطمینان تسلی بید
خدا۔ فاروق نے سکل کو شادر کیا اس سلماز مول کو
کاؤزیں دی۔ اس شور شاربے سے سب ہی مارہو
لٹانے والیں میں کیوں نہ آئے۔ آپ اسی کھل
بیوی۔ اب میں اسی پر اصراف رکھتا ہوں
لٹانے والیں تو اسی پر اصراف رکھتا ہوں۔

گئے طلاق کے کسرے میں بھی اکلی تھا۔
”تم کاروباری کاری سے۔“ قالیق نے طلاق اور
رعل کی طرف اشارہ کی۔ ”میں کی موت تاروں گاہوں
کو۔“ خالد اور بیجا بنالملوک کے اشارے کے بعد
بن کے اڑاٹھکے تھے۔ ایک شیخی تھی رعل۔
طلاق اور رعل جب تک کاری شیخ بنی
الواراء، خالد، خالص، حرام، کسر، طلاق
”لے جاؤ۔“ سپاٹا، نے طلاق کا کہا۔

لے جائے۔ ” سیل نے طارق کی طرف اشارہ کیا۔ میران میں سے کسی نے بھی حرکت نہ کی تو فاروق کو طویل آنے والے درول کو مارنے کی راہ سے فاروق کو پکڑ لے گیا۔ پکھ بھی کر سکتے تھے طارق علی کو بھاٹھ پہنچانے کا کام کرنے والے طارق کو نکال لے گیا۔ اس سے پہلے کروپی پر راول سے نکال لایا۔

اپ کاری تا ختم عمل می طرف رواں و روان
امن بروے والی کچی کو جسے رعل بری طرف
مکی طارقے میں پڑھ کچی کج اے اے اے
کما توہے بے جان سے انداز میں اس کے بازوں کا
بھول گئی۔

بھی تائی بہت دکھاری گھنی اور اب جس کا جو خطل لئے گئے اشہر علی کی طرف تھا۔ جس کا جو خطل لئے گئے ماینر میں پر کھا تھا۔ خلا اور انور کے ہاتھوں میں میں اپنی سچی جگہ باقی۔

نارون گلائیں لوئیں وہ قضا۔ پات ہو گئی کہ ان کے اپنے ملائم ملنے وہ کام تھا۔ طارق نے تو اپنے درخواست کی تھی کہ اپنی میں اپنے بیان رکھ لیں یہ طرف تک اپنے بیان کروں اور اسے اپنے اتفاقیات کا وقت

کے ساتھ دیکھا۔ نکل رہی تھی۔ خوب صورت
لڑکیں اس نے بہت ساری دیکھی تھیں مگر اس کی
دکشی غصب کی تھی تب ہی وہ رحل کے ذہن کے
گوش میں محفوظ تھی۔

”نه جانے یہ اس کی کیا لگتی ہے شاید کوئی دوست یا
پھر“ قیاس کرتے کرتے وہ رک گئی۔ اب وہ جائے
جائز ہاں اور ناں کی کیفیت میں لٹک رہی تھی وہ۔
ندیوال نے دوبارہ طارق کا پیغام پہنچایا تو اسے ڈرانک
روم کاٹ کر نہای پڑا۔

صرف پہ طارق اور وہ لڑکی پاس پاس بیٹھے تھے
اس نے باہر دروازے سے جھاٹک کرہی اندر جانے کا
اراؤ مٹھی کر دیا۔ اس کے بعد وہ لا شعوری طور پر
 بلاسوئی خفتر رہی پہ بایوکی تھی ہوئی۔ وہ اپس آئی۔
ندیوال نے اسے یہ کسی چل کاٹتے ویکھا تو چائے کا پوچھ
یہی۔ اس نے انہیں سرہلا دیا۔

وہ لڑکی ذہنہ دھنٹے بعد رخصت ہوئی۔ تب طارق
کو پھر حل کیا دیا آئی۔ نہ طارق
”ندیوال! حل کمال بے؟“ اس نے ادھر ادھر
دیکھا گکہ کمیں نظر میں آری تھی۔
”اپنے کرے میں ہیں۔“ اس نے دکر دیا۔
”تے فورا“ میرے پاس بھیجیں انتظار کر رہا ہوں۔
ہے جو ملی کہ مردوں کے ساتھ نکال کر لیا۔ ڈوب مرنے کا
وہ قطعہت سے کھتاویاں سے ہٹ گیا۔
رحل نے اچکا تھے ہونے کرے کے دروازے پر
دست دی اندر سے اس کی آواز آئی۔ دووار پر
”آج ایں کھلا ہوا ہے۔“ وہ چھوٹے چھوٹے قدم
اٹھاتی آگے بڑھی۔ وہ صوف پہ بیٹھا کیوٹ کنٹول
تحالے چیتل سرچنگ میں مصروف تھا۔ سر زمل
”میرا پہلا پیغام کس وقت ملا تھا؟“ پتہ نہیں اس
نے طرکیا تھا اپنچھا تھا وہ چپ رہی۔ بہہ بیس
”میں نے اچھے پوچھا ہے؟“ اب کی بارہ ر عسے
بولا تو وہ گود میں رکے اپنے باتھوں کو غور سے دیکھنے
لگی۔ طارق کو نہ جانے کیوں، میں آئی۔
”اب تو مز میں زیان ہی نہیں ہے۔ خیر سفید جو پی
چلنے کی تیاری کریں۔ اب کی سرال ہے، وہ لوگ تھی۔

وہ لمن کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔ ”اس
وہ لمن پر نور دے کر کما۔ رحل کے مل میں کوئی
نہیں پچی الیت وہ پریشان ضرور ہو گئی۔

”اپ بھول رہے ہیں کہ میں نے نکاح جو
ظالمانہ روادھوں سے بچکے کے لیے کیا تھا اب وہ
نہیں ہے۔“ اسے نہیں پتہ تھا کہ اس نے یہ
کس جذبے کے زیر اثر کما۔

”اپ کس دنیا میں رہتی ہیں میں ولید آزاد
ہوں جمال و شمنی کی پروردش اولادی طرح کی جاتی
راحتی پچا کا گلویوں سے چھلکی جسم آن بھی بیباہ
بھول نہیں سکا ہے۔ وادو کو کتنے عرصے تک نیم
نہیں آیا کہ وہ اس دنیا میں نہیں ہیں، وہ پلکیں جو
ان کی دلمن کے انتظار میں رہیں کوئا نہ پچا کہ
تھے وہ اپنی دلمن کو لئے جا رہے ہیں میں پورے
کے ساتھ آپ کی جو تھیں دا خل ہوا تھا۔

اب ہم دیکھیں گے، کی کا پنڈار روند کے کون
خوشی حاصل ہوتی ہے۔ فتح کے شایدیاں نے مجانتے کا
حاصل ہے تاں ہم کو۔ راحتی پچا کار شتہ گیلانیوں
مسڑو کر دیا تھا مگر اسی کی بیٹی نے اپنی رضا سے جو تھی
”اپنے کرے میں ہیں۔“ اس نے دکر دیا۔ مگر ایک ملازم کے ساتھ نکال کر لیا۔ ڈوب مرنے کا
ہے جو ملی کہ مردوں کے لیے اور آپ کا یا خیال
ہد قطعہت سے کھتاویاں سے ہٹ گیا۔

رحل نے اچکا تھے ہونے کرے کے دروازے پر
دست دی اندر سے اس کی آواز آئی۔ دووار پر
”آج ایں کھلا ہوا ہے۔“ وہ چھوٹے چھوٹے قدم
اٹھاتی آگے بڑھی۔ وہ صوف پہ بیٹھا کیوٹ کنٹول
تحالے چیتل سرچنگ میں مصروف تھا۔ سر زمل

”میرا پہلا پیغام کس وقت ملا تھا؟“ پتہ نہیں اس
نے طرکیا تھا اپنچھا تھا وہ چپ رہی۔ بہہ بیس
”میں نے اچھے پوچھا ہے؟“ اب کی بارہ ر عسے
بولا تو وہ گود میں رکے اپنے باتھوں کو غور سے دیکھنے
لگی۔ طارق کو نہ جانے کیوں، میں آئی۔

”اب تو مز میں زیان ہی نہیں ہے۔ خیر سفید جو پی
چلنے کی تیاری کریں۔ اب کی سرال ہے، وہ لوگ تھی۔
نظر آبھا تھا۔ رحل نے نظر جھکا۔



اعمارت اسے تقویٰ کر دیے وہ بعد میں اور
سماں میں کوئی بھی لے آیا۔ وہ بھی بھی نہیں تھے جسے حالانکہ
وہ کتنے زیک اور حملہ فرم تھے ان خیل تھا کہ طارق
کی بدر کے در حمل کی جائیداد اپنے الگ سائنس میں کے
امنوں نے اس صورت میں طارق کو بھی بالا مال
کرنے کا وظیفہ کر لیا تھا۔ وہ بھی اپنی امیں سہلا رہا اور وہ
بیٹھ رہے۔ کتنے آرام سے انی آنکھوں میں دھول
چھوڑ کر اس نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ لئی کری
جھٹت سے دوارا ہوئے تھے

راہیں اور جو کو تو انہوں نے ماری تھا۔ پھر حل کے لیے انہوں نے لکھا گناہنا منصوبہ تاریخ کیا تھا۔ ذلتیں سید علی ریس رسوئی کیسی بس کا دوچال توشیں تھیں۔ کیس کی کوئی توشیں تھیں؟

وہ پہلی بار شیر کی بعد اسٹین کھڑے ہوئے تھے اور یہ سب انہیں پڑا۔ نکلیقہ دا گلری اپنے زندگی میں پہلی بار ان کے میانے شیر کی گلائی نہ ان کے فٹلے کی مخالفت تھی۔ قیود اعلاء تھیں اور ان کا تعلیم یہ تھا۔

بڑے آرام سے کہ دیا۔

”وس از نک فیر“ اس کا کہنا تھا اگر وہ رحل کی جگہ ہوتا تو یہی شاید ایسا ہی کرتا۔

وہ طارق کے سلسلہ نمبر گزشتہ دو روزے سے ٹائی کر ری تھی یہ وہ کال ائینڈی میں کر رہا تھا۔
”جائے لاملاں مر جاؤ ہے“ رمل نے ہمیں بتایا
میں اسے کوساو پھر شرمدی کی ہو گئی یونک اسے تو سارا
بیشتر رحل کو عزت سے خالص لایا تھا۔ اس نے کوئی
اسی حرکت کی کی تھی میں جو اسے دشمن ثابت کرنی
چاہیے۔

ساتھی مرچاٹی اور لالی ٹھیک بھی نہ توئے۔ اگر کوئی آنار
کے طلاقی حقیقت ملائیں تو شاید یہ سب نہ ہوئے
الوں نے اسے جاندار مددگار کے طور پر رکھتے ہوئے
ایک منٹ کے لئے اس کے بارے میں چنان کہیں کی
مہرست محسوس نہیں کی تھی۔ آجھس بند کر کے

کے منہ کڑا باثت ہی گھل گئی۔
ولیدی اکنہ نے اس کے کرے تک پہنچا
رات بہت ہو گئی تھی۔ اس نہ کہ طبیعت وہ
لوگی کا کام ٹھانے تھا۔ طارق کے چاقی بھی اسے سارے
لوگوں میں اپنی کمی تھی۔ باخلاقی اور خشن۔ سب
سب چشمہ ہافت اور شہوڑیں اون رنگ سا
گلابی۔ اپنی عینی کے ٹھنڈے گھنے احوال کے پر گلے طارق
کی فرزندی اور تعلیمی اعتماد تھی۔
کل اور آج کا دن ہستہ گلہرے خیر تھا۔ وہ کمال
کمال اپنی تکی۔

شاندار سے ڈرائیکٹ روم کے درمیان کھڑی ہے
ٹکل سے ہی ہر اس لگ رہی تھی۔ لوچوان رائیں
اور گورنمنٹ پرے اشتہانیں سے اسے دکھ رہی تھیں۔
پھر جو کام ساتھ طارق کے گلے چالا اور تینا سے ہوا۔ دکھ
الدین نے اس کے سرپرہ پاٹھ پھر احتدال پالی۔ سب
ایک طبقے سے ملے تھے۔ طارق نے جو دشی و
ذائقہ اور بدالے کی رفتہ کیلئے اسی کی یقینت
وہ ہونڈے سے ہے۔ مگر اسے کسی کچھ کے پس ملی۔
وہ دل میں سے ہوتا ہے۔ راہیں کے
خدا کی کچھ تھے۔ اسے دل کا ایسا ہے۔

اس کے پیچے حکیم شاہ جانے کیا وہ رہا۔
لئے تباہ قدم اعلیٰ خاتمی کا حقیقت اس اب
رماتا۔ **ستکنڈ کا انتقال**
حکیم کی لیکی 12 تیجی درجات کام مظاہر وہیں
بوجا کتا۔ اس نے کیا تھا۔ وہ عوالم کے باوس تھے
گیلان خلیل کی عزت روند دی تھی۔ طارق کے ساتھ
لٹک کر کے ان کے فور کو توڑ آفریدیوں کا مان بڑھا
شروع میں ہے۔ نہیں پاکارہ میں سے میتھے اسے نکالو
جوم میں بھیست جو حیا لیا۔ سرا جاہل کو بھی لی۔ مجھے
مجھے خوبیوں کی باتیں اسے اک سکھ پھر جاگرہ میں
میں چپ ہو کر تمہارے لیے تائیں۔ بیمار شاعری
ظرف ہو۔ ہمیشہ کی روایات توہین کے اور کیا جرح
ہے اک اغماز میں ہے۔ وہ حیرت سے من کھوئے
آنکھیں ہزارے میں بخود کو کہاں آؤ یہ تو بولو
کن رہی تھی۔ اسے یعنی نہیں آپ رہا۔ طلاق نے
اسے حوالی سے لاتا۔ وقت میں عینیں وہ غصہ کا
خداوند کی ایک تصویر ہے جس کے ذمہ میں طارق کے
مظاہر وہ کیا تھا اسی سے اس کے جنی خی بخواں کے پیچے
خداوند نے زیادہ حلقہ نہیں کی۔ پر بیان تو پری
محقریت کا ثبوت میں ایسا تشاہید ہے کہ لوگ دھوکہ بیا
فریب پر تھا کہ نکردہ اسی وقت افسوس لکھاں اور یعنی ممایی
جانب اور کو واحد راستہ تھی اور اسے پتہ تھا ان خداوند
لوگوں میں دولت و جاہیز اور خون کے شتوں سے زیادہ
بھی اس کے ذمہ میں ہو گا۔ میں میں ان کی قیدیں رہیں
ہوں گے۔ حقیقتی سوچیں اس کے دلخواہ جو حملے کے
رہی تھیں۔

اس ساندہ کو کہا جاتا ہے۔

”وہ جھیل آجئیں۔“ تانیہ طارق کے چھوٹے بچا

کی بیٹی تھی۔ رعل کی پوچھائی اس سے وہ تو ہو گی جائے۔ خداوند کے بیٹے دشمنی کی طبق درجی ہو گی۔ اس کی اس علاحدہ نے رحل کو گوروات اور گھنٹ کے احسان سے پیدا ہوتا۔

صا اور عائشہ بھی پھولوں کے کنچ کے پاس دھنا مارے پہنچائیں۔ رحل کے لیے اطلاعاتی کی کہ اور ہر طارق ایک دوسرے کو جاہے ہیں جائے اس ایکایا میاں سارے کھیں۔ لیاچ بھوت ہوتا ہے بن کرے۔

”اوکھیوں“ صانے چینگہا کا رس دھوتا۔

”لیاچ ہوتا ہے؟“ وہ صیان نہایت کی غرض سے بولی۔

”پکڑے سیکت کرے تھے۔“

”وکس لے چکا۔“ سخنی کھائی۔

”ولی محالی کی شادی کرے۔“

”بیا،“ وہ ہوتی ظراحتے لگی تھی۔

”جی ہاں،“ پچا کہ رہے ہیں۔ بھی جلدی شادی ہو

جائے اچھا ہے تیر مطلب سے صرف رعنی تو ہوئی ہے پوچھا۔ ”لیکن کیا بڑی ظراحتے خاص طور پر ان کی فریضہ سوتا ہے جاری لوگوں کے قدرے ان کے قصت میں دوبلی ہوئی۔“ عاشچاری تھی اور اس کا کام سامیں سامیں کر رہا۔

اسے پتا قاس مرطل سے گئی اسے گزناہ سے گزیرے آتی جلدی آئے گا اس کے وہم ملک میں نہیں

آئندہ آئے والے دو ہوں میں گھریں شادی ہیں

گماگی میں نظر آئے کیا حقیقت خوبی عونچ پر گھی

وہ ختح پریمان کی آخ رہت کر طارق کی ائمی ہو

عونچ فن آن کر کے کان سے گلار حل سے سلام کی

بیخ کام کی بات کی توہنی فس رو۔

”دیں ایکی ذوقی طور پر تیار نہیں ہوں۔“ کہتے کہتے

اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

”کیوں میں؟ اتم روکیں ری ہو ولید نے تمحیت تھا اتنا

کہ تم اورہ ایک دوسرے کو بنا جاہے تو۔ اس لیے تاں نہیں یہ خطراں تک مغلیساں کی وجہ سے خاندانوں کے بیٹے دشمنی کی طبق درجی ہو گی۔ اس کی ہے ہماری کوشش تو یہ کہے کہ اسے ملکہ حرم

چاکے۔ ”انہوں نے اس موسمی انسانی بخار انسواف کے رحل کے لیے اطلاعاتی کی کہ اور ہر طارق ایک دوسرے کو جاہے ہیں جائے اس ایکایا میاں سارے کھیں۔ لیاچ بھوت ہوتا ہے بن کرے۔

”بیٹے کوش کرہے ہیں صلح مقابلی کی۔ ایک

بڑ کر جائے گا خوبی میں نکلوں۔“ ہمارے بعد ولید کہ رہا تھا اگر منہ ہوگی تو میرے تیاری کی رشتہ بانگ لیں گے۔ اس لیے ایسے سے بھجوڑ کیا ہے اور میرے خیال میں اس کی تجویز کیں۔ اچھی بی۔ میں اسے جویں تھم اخہلی ہے زریں بڑے۔

آپسے سب میں مشور کر دیا گی میں بھی آپ سے مجھت کری ہوں اور آپ بھی بہت چالاں ہیں۔

”میں اسے سماجی شادی نہیں کرنی چاہیے کچھ

ہم نے دوں لے دو رہتی نہیں تھیں اپنا بنا دیے کو تیار ہوں۔“ بھوتی ملی تھی۔ طارق کے دیا سے پکھ کر شارہ۔

”میں اسی ایک بات کر رہا تھا مجھے شادی کرنی ہے تو تمہارے سماجی تھارے کے چاہے کچھ بھی جو ہاجاڑے اور

تم کیا کیا جھکی ہو کر دولات کے لیے تھے میں تھم پچھے خیری

لکتی ہوئیں بھی کسی کے کم نہیں ہوں۔ آئندہ مجھے رشتہ بیٹھنے کے لیے کاروڑ پھر کھانا کر دیں۔“

”اس سے نہ کاروڑ پھر کھانا کر دیں۔“

”آئندہ آئے والے دو ہوں میں گھریں شادی ہیں

وہ ختح پریمان کی آخ رہت کر طارق کی ائمی ہو

عونچ فن آن کر کے کان سے گلار حل سے سلام کی

بیخ کام کی بات کی توہنی فس رو۔

”دیں ایکی ذوقی طور پر تیار نہیں ہوں۔“ کہتے کہتے

رامیل کے موبائل اتفاقی لالات کے بعد ہی بت

اپنے سے نو سال بچوں خالہ را کے ساتھ ملے ہے

موشیں مجھتے ہے بے پناہ طاقت بھری تھی۔ اس کی بیٹ

گھریں کہ دوائی خور سے شادی نہیں کرنی۔ اور

بھریں نہیں بننا کا تھا۔ بھریں بھریں بھریں بھریں

بھریں بھریں بھریں بھریں بھریں بھریں بھریں بھریں

باقاعدہ منصوبے کے تحت اسے شادی کر کے لائے گا۔
ذکاء الدین آفربیدی سوت خوش ہوئے رحل کی پلانگ
والا قصہ نکال کے ولید طارق اپنی سب سہمتاً
تھا۔

طارق بچھر جو حل سے محنت کرنے کا تھا۔ گروہ بار
پرارے ہے یہ تھاتا۔ بخوبی کہ ان کا رشتہ کوئی میمٹوڑ رہتے
ہیں ہے اسے یہ ایمان اور لامی بھیجتی تھی۔
وہ تو سوچ رہا تھا کہ اسی کو شش
کے گلے گلے کے لئے اسی کا انتشار کی
وارثاً اسے پوری ایمیڈیا کی اسی کو شش
شیں جائے گی۔



شرمندہ تھے، وہ ان کی باتیں کراچی ناگ کو ایر کر کے
تھے۔ ان کی سات پتوں احسان خان تھے کرتے تھے
اینی برادری میں وقار براحت تھے۔ صلے سے ان کی
طاقب میں اپنا شوہر ہوتا۔ اونکی ایڈا لوڈ بھی کے
کہہ رہی تھی میں میں عزت تھے۔ فاروق گیلی
ذکاء الدین آفربیدی کے لئے گلے گلے تو فنا گولی کی
تر تراہت سے گون کا ٹھی۔ جو اس بات کا انلہار کی
صلی ہو گئی ہے۔

لعلہ کنور سے پڑ گئے۔
سید جوہی سے عورتی اور مرد سم کرنے آئے
تھے۔ نہیں کی تھویر بھی شاہزادہ کو دکھانے کے لئے
اینی۔ وہ ایک معتقل روشن خان سلسلہ بھاونو جوان

لارے ہے بھی بات اور ان کی تھی اس نے
دوسرے ساخت۔ صباۓ خداوند پر نور دیتے
ہوئے کام اور حل المخ کر رہا تھا اپنی کوئی نکتہ سب اسے
شاریار نہ ہوں دے دیتے لے کے تھے ان کا راهیہ تھا۔
اس کا رکارڈ لگائے کامی ہو گا۔ اس نے بدل بدل
مکار ہوں دے بھاپ لیا تھا۔

”آپ دونوں کے پچھے جائے کیا ہے مجھے کہو میں
میں آپ حل اکھنی اکھنی اور یہ زر اثر آتی ہے۔“
بھاپ کے کوئا جا بلہ۔
”جسے تو لکتے ہے ایسا سو نیا کی وجہ سے ہے۔“ ٹانیے
دور کی بڑی لائی کی
”ارے نہیں وہ صرف میری اچھی دست ہے
میں نے اسے دست سے زیادہ کچھ نہیں سمجھا۔“ اس
نے چھے جان پھر جانی تھی۔

”...“

جو میں قیام کے دروان طارق نے بیات شدت
سے چھوٹی کی تھی کہ نہیں کی جاتی وہندہ کے
الٹاریں نے یہ انداز تصور کرتے ایسا ہے
اے کو مشبوط سارا تصور کرتے ایسا ہے بارے میں
ساقی بھی ہوا، امکون بھاریں بھکتی تھی طارق نے
اس ساف نظوں میں پار کرایا تھا۔ وہ اس کے لیے
بلاک دنہرے ہیں بن سلتے۔ حکر دست دے رہی
اے وہ سوت خوش تھا کیونکہ شاہزادہ بہت پر خلوص
السان تھا کیونکہ ایسی اس کی رفتائت پر فرموس کر
لئی تھی۔
اب طارق اور شاہزادہ کی شادی ایک سماحت ہوئی اقرار
الی تھی۔

رات کو کھلے کی یہ رہی کہیں رحل خاؤش خاؤش
ی تھی، خاص طور پر طارق خاں میں بیفتہ لوڑج
ٹوبے گھوسنے کا خانہ تھا۔ بہت اکھنی سی لگ
رہی تھی۔ بڑی کے فکے کے بعد پیدھریوں کے قدر
سے طارق اور شاہزادہ اپنی بارات جانی تھی۔ اس لیے
کل رحل جاوی تھی۔ اندر سے وہ گئی خوفزدہ تھی
جانتے کیا ہو گا؟ رہ سب نے لپٹنے والی خانہ اضویں
کے باہل بھٹ کے ہیں۔ کوئی نہیں پچھے نہیں کے گا
اہن کا واحح شوہر سیلیں چھاؤ اور صورتیں جانی کی فون کا
تھی۔ اس کے دل کو بھی خود صولہ ہوا تھا۔

بیس پرول طارق کا حالیہ رہیہ قبض جس کی وجہ سے وہ
ایچھی ہوئی تھی۔ اس نے روبرو آکے کہنی باتیں کی
تھی۔ کچھ بھی تو کہیں کھاتا تھا میں لا کے اسے
بھول گا تھا۔ اور حل کل جاوی ہے۔“ ٹانیے
تھی تھی۔ پہنچنے پر سایکل۔

رحل کل دلیں جاوی تھی۔ اسے اپنے آئیں گھر
تھے رخصت ہو کر سال انا تھا۔ دی لاذن میں وہ
بس تھے۔ خنی مذقچاں بڑے بڑے اگر حل کا رشتہ
اہم ایسی کیا تھا۔ پاہر کا موسم بیواد لاش اور
اپ صورت ہو رہا تھا۔

رحل صابا کی کی بات ہے سادت کھاکھلا لی تو
مالی نے بیٹے غور سے اسے دے جا جس۔ اس کی
کی اوپر کل کے گئے ہوئے تھے کیونکہ کوئی دلیل
سمدھا لئے کی اور دشی کا یہ ملسل جڑا رہے گا۔
ہمارے لئے خوشی کی بات ہوئی جا ہے۔“ کہ آپ
کے چیتی تھی نہیں کا گھر کی جائے میری رائے تھی
کہ کہاں کریں جائے۔“ مقدم کا جو ہوا روپوں کی

وہ فاروق گیلی کی جو ہمیں میں تھے۔
صلح کا ملک کرتے ہوئے فاروق گیلی کے کندھے
جس کے تھے۔ شاید وقت کا سے سماحت تھے سب کچھ
بیتیں یوں ہیتے تھیں زندہ لاش دنیا اسے سارے
آفربیدی خانوں میں ہو سکتا تھے تو نہیں کیا میں
شہزادہ اور شاہزادہ اس کے گھنٹے میں خوبیے
کی بارے میں کہلی تھے اسے اڑا۔ بھی ہمہ کچھے
تو کوئی اور رحل پیدا ہو جائے کیونکہ کوئی دلیل
سمدھا لئے کی اور دشی کا یہ ملسل جڑا رہے گا۔
ہے تھے۔ ان کا کام تھا کیوں نہ ہوتا۔ یعنی کہا
آفربیدیوں کے سماحت صلح کریں میں بھی دھخوچل
کے آئے تھے۔ اپنے بیٹے کے اندام کے بارے میں

"اگلی بارش اس سے زیاد چھپی ہوگی۔"

"بیوں؟"

"اس نے لے کر تم پیش کے لیے میرے گھر آ جائی گی
تال۔" ایک مٹکن اور آسودہ سی مکراہت ویلہ
طارق کے ہونیں پھینکی۔
برسات کی خوب صورت اور انبیل رات تھی۔
اسے تین خمار حلی کی ہمراہ میں بہت جلد ایسی ہے
شارخوب صورت راتیں آئے والی ہیں۔

ایک نکجھے تم سے مجتھے ہے، کبھی اور گردی۔" اس کا
سر ساف اور کھرا تھا۔ "میں دعا کروں گا تھیں مگر مجھے
سے مجتھے ہو جائے۔" زندگی میں پڑھ موتی حق ایسے آئے تھے جب
طارق نے اسے "تم" کہ کر خاطر کی تھا اور اسے
ہٹ اونکا حاسوس ہوا تھا۔ "اگر تماری جگہ کوئی اور
اکی ہوئی تو خوشی سے پاک ہو جائیں گی۔ اس نے حل کے
والا طلاق سے۔" بڑا اس کے ایک لفظ کو پوری توجہ
سے سن رہی تھی۔

جلتے ہل کے میچے شنم کی پھوار پری تھی۔ ایسا واضح
اقرار تھی تو وہ منی کی تشریحی تھی جو بولید طلاق نے
کی تھی کیا تھا۔

"اپسے کس نے کما کہ میں الگ ہونا چاہتا تھا
اول۔" وہ بولتے ہوئے دروازے کے پاس پہنچ گئی۔
"تم تیر سے کیوں کامیابی۔"

وہ اس کے پاس آ کر۔ "اکی لیے کہ اس سے پہلے
میں کیا تھا۔" اس نے منی کی تشریحی تھی کہ اس کے عوام
چیک تھے جو اس نے طلاق اور ماری خان کے عوام
دیے تھے۔ اس نے منی کی تشریحی تھی کہ اس کے عوام
پہنچ گئے تھے جو اس کے پاس پہنچ گئے۔

اب نے بھی تو کسی اپنے جذبات کا ٹھنگ سے اٹھا
لیں کیا۔" اس کے عوام کے عوام کے عوام کے عوام
وہ ستر کانی اس کا تباہ کر دیا۔ طلاق کے باقی تھے میں دیا ہوا
اسے تھنڈ کا احساس دیا۔ طلاق کے باقی تھے میں دیا ہوا

"بے ایمان ایسی نیک انجام کے بعد میں ہو چکے کتاب را بادہ
الہامی اور تھا۔"

"اپنے بارے زیادہ دھکی لیئے۔" اس نے آئی
باقی تھنڈی۔

"اگر تو تم میں تو کام کا تھا اسراست عارضی ہے اس
لئے میں سب کچھ کتاب را کھایہ تمارے دل کے اڑی
چاہے۔" اس نے شرخ کا ہوں سے حل کو تکتے
اسے اسجا ہو رہا تھا۔ "خیلیک بارا تھے تو کلو
سے پھر پوری تھا۔"

حل نے پلت کر اسے دیکھا اور باقی تھا بلانی
اپنے ای میرنگی بارش کو کوئی تھنڈی کیے۔

ولید طلاق بھی اس کے پیچے آیا۔
رمل بیلے والی جگہ کھنڈی سر مرستی کے عالم میں
لبارش کی پھم پھم سے لطف اندازو ہو رہی تھی۔

میں کدوڑت رکھے گی۔ وہ شاید اسے کبھی بھی اپنی
محبت کا قیہن شیں دلاپا کے گاہ۔ وہ اتنی سے اسے
پیچ کر کر کھا رہا گی۔

"آخر کون سار جرم سرزد ہوا ہے مجھے سے خواں
آپ نے بس اپنے۔" وہ بولی بدی جیسے کرشنا کا
اس کی نکاؤں کی بے یقینی ویلید طلاق کے مل کے
اویس احساس سے دوچار ہوا۔ اس نے حل کے
باخت کو کوک او بور طلاق کی تھیں ہوا پانچ بیہودم تک
لایا۔ حل نے مراحت کی کوچش کی تھیں کی وجہ سے
کامیابی سے ہوئی۔

روانہ لاؤ تھا جو کہ دراونڈ میں پکھ
ڈھونڈتے تھے اپنی مزا اؤ اس کے باجھ میں پکھ کافہ
پہنچ گئے۔

"اپسے کس نے کما کہ میں الگ ہونا چاہتا تھا
اول۔" وہ بولتے ہوئے دروازے کے پاس پہنچ گئی۔
"تم تیر سے کیوں کامیابی۔"

وہ اس کے پاس آ کر۔ "اکی لیے کہ اس سے پہلے
میں کیا تھا۔" اس نے منی کی تشریحی تھی کہ اس کے عوام
چیک تھے جو اس نے طلاق اور ماری خان کے عوام
دیے تھے۔ اس نے منی کی تشریحی تھی کہ اس کے عوام
پہنچ گئے تھے جو اس کے پاس پہنچ گئے۔

اب نے بھی تو کسی اپنے جذبات کا ٹھنگ سے اٹھا
لیں کیا۔" اس کے عوام کے عوام کے عوام کے عوام
وہ ستر کانی اس کا تباہ کر دیا۔ طلاق کے باقی تھے میں دیا ہوا
اسے تھنڈ کا احساس دیا۔ طلاق کے باقی تھے میں دیا ہوا

"بے ایمان ایسی نیک انجام کے بعد میں ہو چکے کتاب را بادہ
الہامی اور تھا۔"

"اپنے بارے زیادہ دھکی لیئے۔" اس نے آئی
باقی تھنڈی۔

"اگر تو تم میں تو کام کا تھا اسراست عارضی ہے اس
لئے میں سب کچھ کتاب را کھایہ تمارے دل کے اڑی
چاہے۔" اس نے شرخ کا ہوں سے حل کو تکتے
اسے اسجا ہو رہا تھا۔ "خیلیک بارا تھے تو کلو
سے پھر پوری تھا۔"

حل نے پلت کر اسے دیکھا اور باقی تھا بلانی
اپنے ای میرنگی بارش کو کوئی تھنڈی کیے۔

کچھ کاٹ کے لیک برکت پارش کو دیکھ رہی تھی۔
جانتے ہیں۔ یہ نام سے دھکی ایک امراء سے جھوٹ
ہٹی۔ کیا یہ ناڑکی لیکی بھی اس کی طرف سے دل

سیدھی جو ہی آئے کے بعد اس نے بارہا دل کو مٹولا۔
نکاح سے لے کر اکابر تک وہ واقعات ہوئے تھے اس
نے سب کا ایمان اور ایسے تھے جسے خدا کو ملے۔
اس نے نکاح کے وقت سچا تکہ دھا کر وہ ولید
طلاق کے بارے میں اس طرح سوچ پیچ اور پھر جو
اس کے محیں مبتلا ہوا جائے۔
بالی ہی مقوود ہو گا۔

زمین کے رشتے کے لیے کی جائے والی اس کی
کوشش دھکی چھپی تو منی تھیں۔ اس کے حل کے
لیے خصوصی جذبات نظر انداز کرنے کے قاتل تو منی



وہ ابھی اپنی شادرے کے کوچھ روم سے نکلی تھی۔
پہلی برس کرنے کے بعد اس نے بیکھ کھول کر سامنے
رکھا۔ پہنچ ضروری سامان کی میکٹ کرنی تھی۔ الہامی
کھول کے اس نے میگد کے ہوئے سوت بارہ رنگ کا لے
استھنیں دوڑاپے دستک ہوئی۔ اس وقت اون ہو
سکتا ہے؟ اس نے اندازہ لکھا ہے روانہ ہو کرلا۔

ساتھ دید طلاق کا تھا۔

حل کی جرت ہمیشہ خاکہ خود کے لیے دیکھ کر اس نے
بیکھ اپنی بے ساخت کسرات کا گھونٹا۔

"سیاری ہو رہی ہے جائے کی۔ بڑی خوش لگدی ہے
ہیں۔" اس نے لعلہ اپنی قیمتیہ صوف فائزی کی
کوچھ کر رہی تھی۔ وہ میں تو۔ طلاق نے اس کی

آنکھوں میں آسودہ کی جھلک دیکھی۔
جلد اسے کیا ہوا اک دروازہ خول کے باہر لکھ گئی

وہ سرپر پاچھ پھر کر رکھ دیکھ بارہ نکل کے اس نے
اور اور دھیل۔ اس وقت کمرے سے باہرہ کمال جا
سکتی ہے اسے اندازہ لکھا چاہا۔

باہر اس کی پرکشی پارش رہی تھی۔ وہ گول ستوں کے ساتھ
نیک لگائے لیک برکت پارش کو دیکھ رہی تھی۔
جانتے ہیں۔ یہ نام سے دھکی ایک امراء سے جھوٹ
ہٹی۔ کیا یہ ناڑکی لیکی بھی اس کی طرف سے دل

خواہ ہے لیک برکت پارش کو دیکھ رہی تھی۔
بے نام سے دھکی ایک امراء سے جھوٹ
ہٹی۔ کیا یہ ناڑکی لیکی بھی اس کی طرف سے دل

دنیا کی بہترین کہانیاں عمران ڈی جسٹ شائع ہو گیا ہے

دنیا یہہ منصب دلچسپ

کہانیاں یہہ اکٹے



دکھنے تو ہوں کا گورمہ

سکھے ذہنیں کا سامن



ہر ماں

عمران ڈی جسٹ اگدے سازار • گرایہ